قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 25/ جولائی 2022ء | 25/ ذوالحجہ 1443 ہجری قمری | 25/ وفا 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:152

ارشادِ باری تعالیٰ

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡہُوۡدًا ﴿۷۹﴾

(بنی اسرائیل:79)

ترجمہ: سورج کے ڈھلنے سے شروع ہو کر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دے۔ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اُس کی گواہی دی جاتی ہے۔

فرمانِ رسولؐ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب بندہ سے لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر تو یہ حساب ٹھیک رہا تو کامیاب ہو گیا اور نجات پالی اور اگر یہ حساب ٹھیک نہ ہوا تو گھاٹا پایا اور نقصان اٹھایا۔

(سنن الترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجاء ان اول ما یحاسب… حدیث 413)

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: سات سال کی عمر کو پہنچنے پر بچے کو نماز کی تلقین کرو اور دس سال کی عمر میں اس کو نماز کا پابند کرنے کے لئے کوئی سختی بھی کرنی پڑے تو کرو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ حدیث495)

فرمان خلیفہ وقت

ایک موقع پر باجماعت نماز کی اہمیت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا کہ کیا مَیں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے جو ہر وقت اس بات کے لئے بے چین تھے کہ ہمیں کب کوئی موقع ملے اور ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں، اس کو راضی کرنے کے طریقے سیکھیں، اس کا قرب حاصل کریں، اپنے گناہوں سے دوریاں پیدا کریں، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور بتایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دل نہ چاہنے کے باوجود خوب اچھی طرح وضو کرنا اور مسجد میں دُور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ گناہوں سے دُوریاں پیدا کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اتنا ہی نہیں یہ ایک قسم کا رباط ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب فضل اسباغ الوضوء علی المکارہ حدیث 475)۔ یعنی سرحد پر چھاؤنیاں قائم کرنے کے برابر ہے۔ جس طرح ملک اپنی حفاظت کے لئے سرحدوں پر چھاؤنیاں بناتے ہیں، فوجیں رکھتے ہیں یہ اسی طرح ہے۔

سرحدوں پر چھاؤنیاں کیوں قائم کی جاتی ہیں؟ جیسا کہ مَیں نے کہا اپنے ملک کی حفاظت کے لئے۔ اس لئے تا کہ دشمن کے حملے سے محفوظ رہا جائے اور حملے کی صورت میں فوراً مقابلے کے لئے تیار ہوا جا سکے۔

پس ایک مومن کو سب سے بڑا خطرہ جس سے بچنے کے لئے اس کو ضرورت ہے، جس کے بچنے کے لئے چھاؤنی قائم کرنے کی ضرورت ہے وہ خطرہ شیطان کا ہے۔ دنیاوی خواہشات کا خطرہ ہے جو شیطان دل میں پیدا کرتا ہے۔ ان کے ذریعہ سے شیطان حملہ کرتا ہے۔ پس ان سے بچنے کے لئے نماز باجماعت کی چھاؤنی ہے۔ یہی محافظوں کا دستہ ہے جو شیطان کے حملوں سے بچائے گا۔ گناہوں سے انسان بچے گا اور نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہو گی۔

اسی طرح نماز باجماعت میں اکیلے نماز پڑھنے کی نسبت 27 گنا زیادہ ثواب ہے۔ اس کے بارے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب فضل صلاۃ الجماعۃ… حدیث 645)

(خطبہ جمعہ 20/ جنوری 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

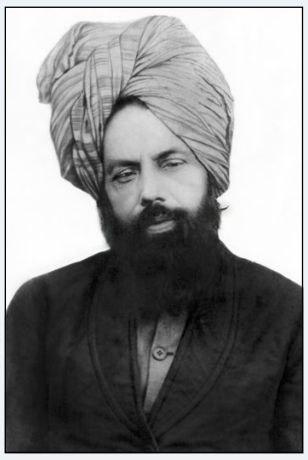

نماز کی پابندی بڑی ضروری چیز ہے

نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تا کہ اوّلاً وہ ایک عادتِ راسخہ کی طرح قائم ہو اور رجوع اِلی اللہ کا خیال ہو۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت آ جاتا ہے کہ انقطاع کُلّی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذت کا وارث ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 11 ایڈیشن 1984ء)

- پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے۔ نماز کا مزا نہیں آتا ہے جب تک حضور نہ ہو اور حضورِ قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو۔ عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آ جائے کہ کیا پڑھتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے کے لئے جوش اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر اس سے یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہئے کہ نماز کو اپنی زبان ہی میں پڑھو۔ نہیں، میرا یہ مطلب ہے کہ مسنون اَدعیہ اور اَذکار کے بعد اپنی زبان میں بھی دعا کیا کرو۔ ورنہ نماز کے ان الفاظ میں خدا نے ایک برکت رکھی ہوئی ہے۔ نماز دعا ہی کا نام ہے اس لئے اس میں دعا کرو کہ وہ تم کو دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچاوے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اپنے بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کرو۔ نیک انسان بنو۔ اور ہر قسم کی بدی سے بچتے رہو۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 146 ایڈیشن 1984ء)

- نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں۔ اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں۔ اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں۔ وہ تمیز جس سے خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 247-248 ایڈیشن 1984ء)

اس شمارہ میں

- نسیم دعوت (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- حضرت مصلح موعودؓ کے کارنامے
- اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز

دربارِ خلافت

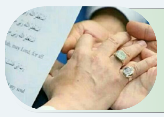

جس کو خدا تعالیٰ کی رضا کے ساتھ یہ سب کچھ مل جائے اُسے اَور کیا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اگر غور کریں تو یہ جلسے کا بھی عجیب نظام ہے کہ ایک نیکی کے بعد دوسری نیکی کے دروازے ہر ایک کے لئے کھلتے چلے جا رہے ہیں۔ پس جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا کہ خدمت کے جذبے کی روح کو ہر خدمت کرنے والے کو سمجھنے کی ضرورت ہے، سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ گو اس جذبے سے خدمت کرتے بھی ہیں لیکن اس میں مزید بہتری پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ڈیوٹی دینے والے صرف اس لئے ڈیوٹی نہ دیں کہ جماعت کی طرف سے مطالبہ آیا ہے کہ چلو کام کرنے والوں کا ہاتھ بٹا دو۔ صدر خدام الاحمدیہ نے کہہ دیا ہے کہ وقارِ عمل کرنا ہے اس لئے آ جاؤ، لجنہ کی صدر نے کہہ دیا ہے کہ بطورِ احسان کام کرنے کے لئے گروپ میں شامل ہو جاؤ۔ نہیں، بلکہ مقصد خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کس طرح اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی خوشنودی کی خاطر مہمان نوازی کی اور اُس کے حق ادا کئے، اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ اس روایت کو ہم جتنی دفعہ بھی سنیں اور پڑھیں ایک نیا مزہ دیتی ہے یا سبق ملتے ہیں۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کہلا بھیجا کہ مہمان کے لئے کھانا بھجواؤ۔ جواب آیا کہ پانی کے سوا آج گھر میں کچھ نہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔ اس مہمان کے کھانے کا بندوبست کون کرے گا؟ ایک انصاری نے عرض کیا کہ حضور مَیں انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی خاطر مدارات کا اہتمام کرو۔ بیوی نے جواباً کہا آج گھر میں تو صرف بچوں کے کھانے کے لئے ہے۔ انصاری نے کہا اچھا تو کھانا تیار کرو۔ پھر چراغ جلاؤ اور جب بچوں کے کھانے کا وقت آئے تو ان کو تھپتھپا کر اور بہلا کر سلا دو۔ چنانچہ بیوی نے کھانا تیار کیا، چراغ جلایا، بچوں کو بھوکا سلا دیا۔ پھر چراغ درست کرنے کے بہانے اُٹھی اور جا کر چراغ بجھا دیا اور پھر دونوں مہمان کے ساتھ بیٹھے یہ ظاہر کرنے لگے کہ وہ بھی کھانا کھا رہے ہیں۔ پس وہ دونوں رات بھوکے ہی رہے۔ صبح جب وہ انصاری حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے ہنس کر فرمایا کہ تمہاری رات کی تدبیر سے تو اللہ تعالیٰ بھی مسکرا دیا۔ یا فرمایا کہ تم دونوں کے اس فعل کو اُس نے پسند فرمایا۔ اسی موقع پر ہی یہ آیت نازل ہوئی۔ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الحشر: 10) یہ پاک باطن اور ایثار پیشہ مخلص مومن اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ خود ضرورتمند اور بھوکے ہوتے ہیں۔ اور جو نفس کے بخل سے بچائے گئے وہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب قول اللّٰہ و یؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ حدیث نمبر 3798)

یہ دیکھیں کتنی بڑی قربانی ہے۔ بچوں کو بھوکا سلا کر مہمان کو کھانا کھلا دیا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے شاید ہی کسی کی ایسی حالت ہو اور خاص طور پر جماعتی مہمانوں کے لئے تو ایسی صورتحال اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل نہیں ہے۔ وہ مہمان جو تھے جن کی خاطر اس خاندان نے قربانی دی وہ بھی جماعتی مہمان ہی تھے۔ دینی غرض سے آنے والے مہمان تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے والے مہمان تھے۔ آپؐ کے ہی مہمان تھے۔ ایسی مثالیں قائم کر کے ہمیں مہمان نوازی کی اہمیت کا سبق دیا گیا ہے۔ وہ مہمان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان تھا۔ اُس کا ایک بہت بڑا مقام تھا اور آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے جو مہمان ہیں اُن کو بھی خدا تعالیٰ نے بڑی اہمیت دی ہے۔

پس ہر کام کرنے والے کو اس اہمیت کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ دیکھیں بظاہر یہ ظلم لگتا ہے کہ بچوں کو زبردستی بھوکا رکھا گیا۔ لیکن قربانی اور خدمت کا ایک اعلیٰ نمونہ قائم کیا گیا جس میں پورا خاندان شامل ہو گیا۔ کچھ خوشی سے اور کچھ مجبوری سے۔ یقیناً ان بچوں کو بھی خدا تعالیٰ نے بہت نوازا ہو گا۔ جیسا کہ اس آیت کے مضمون سے واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو ''مُفْلِحُوْن'' میں شامل فرمایا ہے۔ اور فلاح پانے والے کون لوگ ہیں؟ اگر ہم اس کے معنی دیکھیں تو اس کی وسعت کا پتہ چلتا ہے۔ مُفْلِح وہ ہیں جو پھولنے پھلنے والے ہیں، جو کامیابی حاصل کرنے والے ہیں، وہ جو انہی نیک اور اعلیٰ خواہشات کو حاصل کرنے والے ہیں اور اس وجہ سے خوشی حاصل کرنے والے اور ہر اچھائی کو پانے والے ہیں، مستقل طور پر ان اچھائیوں اور کامیابیوں کی حالت میں رہنے والے ہیں۔ زندگی کے آرام وسکون کو پانے والے ہیں، حفاظت میں آنے والے ہیں۔ پس ایک وقت کے کھانے کی قربانی اور مہمان نوازی نے اُنہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا وارث بنا کر کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ اور جس کو خدا تعالیٰ کی رضا کے ساتھ یہ سب کچھ مل جائے اُسے اَور کیا چاہئے۔

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وہ مقام ہے جو مہمان نوازی کرنے والوں کو ملتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو ہمیں اپنے مہمانوں کی خدمت کر کے حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ وہ معیار ہے جو ہمیں انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کا قرب دلا کر ہماری دنیا و آخرت سنوارنے کا موجب بنے گا۔

(خطبہ جمعہ 23 اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

نسیمِ دعوت

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

نام اس کا ''نسیمِ دعوت'' ہے
آریوں کے لئے یہ رحمت ہے

دِل بیمار کا یہ درماں ہے
طالبوں کا یہ یارِ خلوت ہے

کفر کے زہر کو یہ ہے تریاق
ہر ورق اس کا جامِ صحت ہے

غور کر کے اسے پڑھو پیارو
یہ خدا کے لئے نصیحت ہے

خاکساری سے ہم نے لکھا
نہ تو سختی نہ کوئی شدّت ہے

قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو
آخر اس کی طرف ہی رحلت ہے

سخت دل کیسے ہو گئے ہیں لوگ
سر پہ طاعوں ہے پھر بھی غفلت ہے

ایک دنیا ہے مر چکی اب تک
پھر بھی توبہ نہیں یہ حالت ہے

(نسیم دعوت ٹائیٹل پیج مطبوعہ 1903ء)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22/ جولائی 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

حضرت خالدؓ بن ولید جیسے سپہ سالار کی جنگوں کا مطالعہ کیا جائے تو اُنہوں نے بھی جہاں تک ممکن ہوا میدان جنگ میں ہر اُس شخص کی جان بخشی ہی کی ہے جس نے ہتھیار پھینک دیئے یا اطاعت قبول کر لی اور جس کو بھی قتل کیا، باوجود تاریخ نگاروں کے افسانہ طرازی کے، تحقیق کرنے پر اُس قتل کی ٹھوس وجوہ اور اسباب موجود پائے گئے

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد ارشاد فرمایا! آج حضرت ابوبکرؓ کے دَور خلافت میں ایرانیوں کے خلاف کاروائیوں کا بیان ہو گا۔

جنگ ذات السلاسل یا جنگ کاظمہ یا جنگ حفیر/ محرم الحرام 12 ہجری

یہ جنگ تین ناموں سے معروف ہے، مسلمانوں کے لشکر کی تعداد 18 ہزار نیز سپہ سالار حضرت خالدؓ بن ولید تھے جبکہ ایرانیوں کی جانب سے حسب و نسب اور شرف و عزت میں اکثر اُمراءِ ایران سے بڑھا ہوا یہاں کا حاکم علاقہ ہُرمُز تھا۔ ایرانیوں کے نزدیک تو اُس کی وجاہت مسلّم تھی لیکن حدود عراق میں بسنے والے عرب میں اِسے نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا کیونکہ وہ اُن پر تمام سرحدی اُمراء سے زیادہ سختی اور ظلم کرتا تھا۔ غیر مسلم عربوں کی نفرت اِس حد تک پہنچی ہوئی تھی کہ وہ کسی شخص کی خباثت، بد فطرتی، بد طینتی اور احسان فراموشی کا ذکر کرتے ہوئے ہُرمُز کا نام بطور ضرب المثل لینے لگے۔ یمامہ سے روانگی سے قبل حضرت خالدؓ بن ولید نے ہُرمُز کے نام خط لکھا، خط پہنچنے پر اُس نے اَردشیر شاہ کسریٰ کو اِس کی اطلاع دی، اپنی فوجیں جمع کیں اور ایک تیز رَو دستہ کو لے کر فوراً حضرت خالدؓ کے مقابلہ کے لئے کاظمہ پہنچا مگر اُس نے اِس راستہ پر آپؓ کو نہ پایا اور یہ اطلاع ملی کہ مسلمانوں کا لشکر حفیر میں جمع ہو رہا ہے، اِس لئے پلٹ کر حفیر روانہ ہوا۔ ہُرمُز نے حفیر پہنچتے ہی اپنی صف آرائی کی، اپنے دائیں بائیں دو بھائیوں قُباذ اور انوشجان کو مقرر کیا نیز ایرانیوں نے اپنے آپ کو زنجیروں میں جکڑ لیا تا کہ کوئی بھاگنے نہ پائے۔ جب حضرت خالدؓ بن ولید کو ہُرمُز کے حفیر پہنچنے کی اطلاع ملی تو آپؓ اپنے لشکر کو لے کر کاظمہ کی طرف مُڑ گئے، ہُرمُز اِس کا پتا چلنے پر فوراً کاظمہ کی طرف روانہ ہوا اَور وہاں پڑاؤ کیا۔ مسلمان فوج پیدل پیش قدمی کرتے ہوئے دشمن پر حملہ آور نیز دونوں طرف لڑائی شروع ہوئی تو اللہ نے ایک بدلی بھیجی، مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے بارش ہوئی جس سے اِن کو قوت ملی۔

سازش کے باوجود حضرت خالدؓ نے ہُرمُز کا کام تمام کر دیا

ہُرمُز نے اپنے دفاعی دستہ کو کہا! مَیں حضرت خالدؓ بن ولید کو مبارزت کی دعوت دیتا ہوں اور اِس دوران تم لوگ اچانک چپکے سے اِن پر حملہ کر دینا۔ پھر وہ خود میدان میں نکلا اور آپؓ کو مقابلہ کی دعوت دی۔ آپؓ چل کر اُس کی طرف آئے اور دونوں میں مقابلہ ہوا نیز آپؓ نے ہُرمُز کو بھینچ لیا۔ اِس پر اُس کے دفاعی دستہ نے خیانت سے کام لیتے ہوئے آپؓ پر حملہ کر دیا نیز گھیرے میں لے لیا، اِس کے باوجود آپؓ نے ہُرمُز کا کام تمام کر دیا۔ حضرت قعقاعؓ بن عَمرو نے جیسے ہی ایرانیوں کی یہ خیانت دیکھی تو اُس کے دفاعی دستہ پر حملہ کر دیا نیز اُنہیں گھیرے میں لے کر موت کی نیند سُلا دیا۔ ایرانیوں کو شکست فاش ہوئی اور وہ بھاگ گئے، بھاگنے والوں میں قُباذ اور انوشجان بھی تھے۔ جنگ کے اختتام جو مال غنیمت بطرف حضرت ابوبکرؓ بھیجا گیا، اُس میں سے ہُرمُز کی ایک لاکھ دِرہم مالیت کی جواہرات سے مرصع ٹوپی حضرت خالدؓ بن ولید کو عطاء ہوئی۔

12ہجری میں لڑی گئی جنگ اُبلّہ (خلیج فارس پر ایک سرحدی مقام)

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو ہدایت کی تھی کہ وہ عراق میں جنگ کا آغاز اُبلّہ سے کریں۔ اِس کی فتح کے متعلق دو روایتیں مذکور ہیں کہ مسلمانوں نے اِسے سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں فتح کیا لیکن بعد میں یہ دوبارہ ایرانیوں کے قبضہ میں چلا گیا اور حضرت عمرؓ بن خطاب کے زمانہ میں مسلمان اِس پر پوری طرح قابض ہوئے، بمطابق دوسری روایت اِس کی فتح حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہوئی۔

صفر 12 ہجری میں ہونے والی جنگ مذار

ہُرمُز جنگ ذات السلاسل میں حضرت خالدؓ کے مدمقابل تھا، مدد کے لئے لکھنے پر بادشاہ نے قارِن کی قیادت میں ایک لشکر اُس کی مدد کے لئے بھیجا مگر وہ لشکر ابھی مَذار کے مقام پر ہی پہنچا تھا کہ اُس کو ہُرمُز کی شکست اور مارے جانے کی اطلاع ملی نیز ساتھ ہی ہُرمُز کے شکست کھائے ہوئے دستے مَذار میں قارِن سے آملے اور وہاں اُنہوں نے جنگ کے ارادہ سے پڑاؤ ڈال لیا۔ قارِن نے ہَراوَل دستہ پر قُباذ اور انوشجان کو مقرر کیا۔ حضرت خالدؓ، قارِن کی اطلاع پاتے ہی روانہ ہو کر مَذار میں اِس کی فوج کے مقابلہ پر آئے اور اپنی فوج کی صف آرائی کی، دونوں حریفوں کی نہایت غیض و غضب کی حالت میں مڈھ بھیڑ ہوئی۔ قارِن مبارزت کے لئے میدان میں نکلا جبکہ دوسری طرف سے حضرت خالدؓ اور حضرت مَعقِلؓ بن الاعشیٰ آگے بڑھے، دونوں اُس کی طرف لپکے مگر حضرت مَعقِلؓ نے آپؓ سے پہلے قارِن کو جا لیا اور اُسے قتل کر دیا۔ حضرت عاصمؓ نے انوشجان اور حضرت عدیؓ نے قُباذ کو قتل کر دیا۔ اِن تینوں سرداروں کے مارے جانے سے ایرانی حوصلہ ہار بیٹھے اور میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ اِس جنگ میں اہل فارس کی بہت بڑی تعداد ماری گئی۔

جنگ ولجہ (کسکر کے قریب خشکی کا علاقہ) صفر 12 ہجری میں ہوئی

ایرانی حکومت نے ایران میں بسنے والے عیسائیوں کے ایک بہت بڑے قبیلہ بکر بن وائل کے سرکردہ لوگوں کو دربار ایران میں بلایا اور مسلمانوں کے خلاف لڑنے پر آمادہ کر کے ایک لشکر ترتیب دیا اور اِس کی قیادت ایک مشہور شہ سوار اَندرزَغر کے ہاتھ میں دی اور یہ لشکر ولجہ کی طرف روانہ ہو گیا، حیرہ و کسکر کے نواحی علاقوں کے لوگ اور کسان بھی اِس لشکر کے ساتھ مِل گئے۔ فارسی فوج کے ولجہ میں جمع ہونے کی خبر ملنے پر حضرت خالدؓ نے مناسب سمجھا کہ اِن پر تین جہات سے حملہ کریں تا کہ اُن کی جمعیت منتشر ہو جائے اور اِس طرح اچانک حملہ سے دشمن پریشانی کا شکار ہو جائے۔ آپؓ نے اپنی فوج کو لے کر ولجہ کی طرف پیش قدمی کی نیز لشکر دشمن اور اُس کی معاون جماعتوں کے مقابلہ پر اُترے، شدید ترین جنگ ہوئی۔ آپؓ نے فوج کے دونوں طرف مجاہدین کے ذریعہ گھات لگا رکھی تھی، آخر کار گھات لگائے ہوئے دستے دونوں طرف سے دشمن پر حملہ آور ہوئے، ایرانیوں کی فوجیں شکست کھا کر بھاگیں مگر آپؓ نے سامنے سے اور گھات لگائے ہوئے دونوں دستوں نے پیچھے سے اُن کو ایسا گھیرا کہ وہ بوکھلا گئے یہاں تک کہ کسی کو اپنے ساتھی کے قتل کی بھی پرواہ نہ رہی، دشمن فوج کا سپہ سالار حزیمت خوردہ ہو کر بالآخر مارا گیا۔

جنگ اُلّیس صفر 12 ہجری میں ہوئی

شدید ترین لڑائی کے تناظر میں بیان ہوا کہ حضرت خالدؓ بن ولید نے مادی اسباب کو ناکافی دیکھ کر بڑی عاجزی سے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی اور عرض کی، اے اللہ! اگر تُو مجھے دشمنوں پر غلبہ عطاء فرمائے گا تو مَیں کسی ایک دشمن کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا اور یہ دریا اُن کے خون سے سرخ ہو جائے گا۔ اِس کے بعد آپؓ نے جنگی چال چلتے ہوئے فوج کو دائیں اور بائیں جانب سے ایرانی لشکر کے عقب پر حملہ کرنے کا حکم دیا، جس سے ایرانی لشکر تتر بتر ہو گیا۔ آپؓ نے حکم دیا کہ دشمن کو پکڑ کر قیدی بنا لو اور مقابلہ کرنے والوں کے سواء کسی کو قتل نہ کرو۔

قیدیوں کو قتل کر کے خون نہر میں پھینکنے کی تصریح

حضور انور ایدہ اللہ نے بیان فرمایا! تاریخ طبری اور اکثر سیرت نگاروں نے ذکر کیا ہے کہ حضرت خالدؓ نے اپنی دعا میں جو عہد کیا تھا اِس کے مطابق ایک دن اور ایک رات اِن قیدیوں کو قتل کر کے نہر میں ڈالا گیا تا کہ اُس کا پانی خون سے سرخ ہو جائے اور اِس وجہ سے یہ نہر آج تک نہر الدّم (خون والی نہر) کے نام سے مشہور ہے۔۔۔ اسلامی جنگوں خصوصًا آنحضرتؐ کے عہد مبارک اور عہد خلافت راشدہ کی جنگوں میں واقعتًا ایسا ہوا ابھی نہیں کہ قیدیوں کو اِس طرح قتل کیا گیا ہو، ہر چند کہ اِن جنگوں میں لاکھوں ہزاروں تک مقتولین کی تعداد ملتی ہے لیکن یہ سب وہ تھے جو حالت جنگ میں مارے گئے۔۔۔ لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ ایسے واقعات میں مبالغہ آرائی کی آمیزش بھی کسی حد تک شامل ہو گئی جس کی بناء پر اسلامی جنگوں اور حضرت خالدؓ بن ولید کی ذات پر رقیق حملے کرنے والوں کو مواقع ملے یا جنگوں میں مسلمانوں پر وحشیانہ طرز اختیار کرنے کا الزام لگایا گیا، بہر حال اللہ بہتر جانتا ہے لیکن بظاہر یہی لگتا ہے کہ صرف الزام ہے۔

فتح امغیشیا (ایک عراقی جگہ) کے بارہ میں لکھا ہے

اِس کو اللہ تعالیٰ نے صفر 12 ہجری میں بغیر جنگ کے ہی فتح کرا دیا تھا۔ جب حضرت خالدؓ بن ولید اُلّیس کی فتح سے فارغ ہوئے تو آپؓ نے تیاری کی اور امغیشیا آئے مگر آپؓ کے آنے سے قبل ہی وہاں کے باشندے جلدی سے بستی چھوڑ کر سواد میں منتشر ہو گئے۔ آپؓ نے امغیشیا اور اُس کے قرب و جوار میں جو کچھ بھی تھا اُسے منہدم کرنے کا حکم دیا۔ مسلمانوں کو امغیشیا سے اِس قدر مال غنیمت حاصل ہوا کہ ذات السلاسل سے لے کر اب تک کسی جنگ میں بھی حاصل نہیں ہوا تھا۔

فتوحات اُلّیس و امغیشیا کی خوشخبری کی اطلاع

حضرت خالدؓ نے بنو عجل کے ایک جندل نامی شخص کے ذریعہ روانہ کی جو کہ ایک بہادر گائیڈ کے طور پر مشہور تھے۔ اُنہوں نے بخدمت حضرت ابوبکرؓ پہنچ کر اُلّیس کی فتح کی خوشخبری، مال غنیمت کی مقدار، قیدیوں کی تعداد، خمس میں جو چیزیں حاصل ہوئیں اور جن لوگوں نے کارہائے نمایاں سر انجام دیئے، اُن سب کی تفصیل اور خاص طور پر حضرت خالدؓ بن ولید کی بہادری کے کارنامے بہت عمدگی سے بیان کئے۔ آپؓ کو اُن کی شجاعت، پختہ رائے اور فتح کی خبر سنانے کا یہ انداز بیان بہت پسند آیا۔ آپؓ نے اُنہیں قیدیوں میں سے ایک لونڈی دینے کا حکم فرمایا، جس سے اُن کی اولاد پیدا ہوئی۔ اِسی طرح آپؓ نے اِس موقع پر فرمایا! اب عورتیں حضرت خالدؓ بن ولید جیسا شخص پیدا نہیں کر سکیں گی۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم جولائی 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت دور میں باغی مرتدین کے خلاف ہونے والی مہمات کا تذکرہ

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دَورِ خلافت میں باغیوں اور مرتدین کے خلاف ہونے والی نویں اور دسویں مہم کا تفصیلی تذکرہ

حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کی روشنی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت کے وقت سمندر پھٹنے کے معجزہ کے بارہ میں تفصیلی بیان

بحرین اور یمن کے علاقوں میں مسلمانوں کے لشکروں کی باغیوں اور مرتدین کے خلاف حاصل ہونے والی شاندار فتوحات کا ذکر

مکرم Dicko زکریا صاحب شہید اور مکرم Dicko موسیٰ صاحب شہید آف برکینا فاسو، مکرم محمد یوسف بلوچ صاحب آف بستی صادق پور (عمر کوٹ)، عزیزہ مبارزہ فاروق (واقفۂ نَو) ربوہ اور مکرم آنزومانا واترا (Aanzumana Ouattara) صاحب (معلم سلسلہ آئیوری کوسٹ) کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں مرتدین اور باغیوں کے خلاف مہمات کا ذکر

ہو رہا تھا، اس سلسلہ میں

نویں مہم

کا ذکر تھا جو بحرین کی تھی۔ اس ضمن میں مزید تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے جو

حضرت عَلاء بن حَضْرَمیؓ کی حُطم پر فوج کشی

کے بارے میں ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت عَلاءؓ نے حضرت جارُودؓ کو حکم بھیجا کہ تم قبیلہ عبد القیس کو لے کر حُطَم کے مقابلے کے لیے ھَجَر سے ملحق علاقے میں جا کر پڑاؤ کرو اور حضرت عَلاءؓ اپنی فوج کے ساتھ حُطَم کے مقابلے پر اس علاقے میں آئے۔ اہلِ دَارِیْن کے علاوہ تمام مشرکین حُطَم کے پاس جمع ہو گئے۔ اس طرح تمام مسلمان حضرت عَلاء بن حَضْرَمیؓ کے پاس جمع ہو گئے۔ دونوں نے اپنے اپنے آگے خندق کھود لی۔ وہ روزانہ اپنی خندق عبور کر کے دشمن پر حملہ کرتے اور لڑائی کے بعد پھر خندق کے پیچھے ہٹ آتے۔ ایک مہینے تک جنگ کی یہی کیفیت رہی۔ اسی اثنا میں ایک رات مسلمانوں کو دشمن کے پڑاؤ سے زبردست شور و غوغا سنائی دیا۔ حضرت عَلاءؓ نے کہا کوئی ہے جو دشمن کی اصل حالت کی خبر لائے؟ حضرت عبد اللہ بن حَذَفؓ نے کہا میں اس کام کے لیے جاتا ہوں اور انہوں نے واپس آ کر یہ اطلاع دی کہ ہمارا حریف نشہ میں مدہوش ہے اور نشہ میں دھت واہی تباہی بک رہا ہے۔ یہ سارا شور اس کا ہے۔

جب یہ سنا تو مسلمانوں نے فوراً دشمن پر حملہ کر دیا اور اس کے پڑاؤ میں گھس کر ان کو بے دریغ موت کے گھاٹ اتارنا شروع کیا۔ وہ اپنی خندق کی طرف بھاگ گئے۔ کئی اس میں گر کر ہلاک ہو گئے، کئی بچ گئے۔ کئی خوفزدہ ہو گئے۔ بعض قتل کر دیے گئے یا گرفتار کر لیے گئے۔ مسلمانوں نے ان کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا۔ جو شخص بچ کر بھاگ سکا وہ صرف اس چیز کو لے جا سکا جو اس کے جسم پر تھی۔ البتہ اَبْجَرْ جان بچا کر بھاگ گیا۔ حُطَم کی خوف و دہشت سے یہ کیفیت تھی کہ گویا اس کے جسم میں جان ہی نہیں۔ وہ اپنے گھوڑے کی طرف بڑھا جبکہ مسلمان مشرکین کے وسط میں آ چکے تھے۔ اپنی بدحواسی میں حُطَم خود مسلمانوں میں سے فرار ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار ہونے کے لیے جانے لگا۔ جیسے ہی اس نے رکاب میں پاؤں رکھا رکاب ٹوٹ گئی۔

حضرت قَیس بن عاصمؓ نے اس کو واصلِ جہنم کیا۔ مشرکین کی قیام گاہ کی ہر چیز پر قبضہ کرنے کے بعد مسلمان ان کی خندق سے نکل کر ان کے تعاقب میں چلے۔ حضرت قَیس بن عاصمؓ اَبْجَرْ کے قریب پہنچ گئے مگر اَبْجَرْ کا گھوڑا حضرت قَیسؓ کے گھوڑے سے زیادہ طاقتور تھا۔ ان کو یہ اندیشہ ہوا کہ یہ کہیں میری گرفت سے نکل نہ جائے۔ انہوں نے اَبْجَرْ کے گھوڑے کی پیٹھ پر نیزہ مارا جس سے گھوڑا زخمی ہو گیا۔ بہرحال لکھا ہے کہ اَبْجَرْ بھاگ گیا، ان کے قابو نہیں آیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت قَیس بن عاصِمؓ نے اَبْجَرْ کے سر پر ضرب لگائی جو اس کے خَود کو چیرتی ہوئی نکل گئی۔ اس کے بعد حضرت قَیسؓ نے دوبارہ ایسا وار کیا کہ وہ لہولہان ہو گیا۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۲۸۸-۲۸۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیة لبنان ۲۰۱۲ء)

(الکامل فی التاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۲۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت لبنان ۲۰۰۳ء)

(کتاب الردۃ للواقدی صفحہ ۱۶۳، دار الغرب الاسلامی ۱۹۹۰ء)

صبح کو حضرت عَلاءؓ نے مالِ غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا اور ایسے لوگوں کو جنہوں نے خاص طور سے جنگ میں بہادری دکھائی تھی مرنے والے سرداروں کے قیمتی کپڑے بھی دیے۔ ان میں حضرت عَفِیف بن مُنْذِرؓ، حضرت قَیس بن عاصمؓ اور حضرت ثُمَامَہ بن اُثَالؓ کو کپڑے دیے گئے۔ حضرت ثُمَامَہؓ کو جو کپڑے دیے گئے ان میں حُطَم کا ایک سیاہ رنگ کا قیمتی منقش چوغہ تھا جس کو پہن کر وہ بڑے فخر و غرور سے چلا کرتا تھا۔

(طبری جلد ۲ صفحہ ۲۸۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیة لبنان ۲۰۱۲ء)

اس مہم کی کامیابی کی اطلاع حضرت ابو بکرؓ کو دی گئی۔ حضرت عَلاءؓ نے اپنے ایک خط میں حضرت ابو بکرؓ کو خندق والوں کی شکست اور حُطَم کے قتل کی اطلاع دی جس کو زید اور معمر نے قتل کیا تھا اور اس میں لکھا کہ اَمَّا بَعْدُ! اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے دشمن کی عقلوں کو سلب کر لیا۔ ان کی قوتوں کو اس شراب کے ذریعہ جس کو انہوں نے دن کے وقت پیا تھا ختم کر دیا۔ ہم خندق عبور کر کے ان میں گھس گئے۔ ہم نے انہیں مدہوش پایا۔ سوائے چند ایک کے باقی سب کو ہم نے قتل کر دیا۔ اللہ نے حُطَم کا کام بھی تمام کر دیا۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۲۹۰-۲۹۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیة لبنان ۲۰۱۲ء)

ھَجَر اور اس کے مضافات پر حضرت عَلاءؓ کا قبضہ ہو گیا لیکن بہت سے مقامی فارسی نئی حکومت کے مخالف رہے۔

وہ اکثر یہ خبر پھیلا کر لوگوں میں ہراس پیدا کرتے کہ بس کوئی دم جاتا ہے کہ ھَجَر میں حکومتِ مدینہ کی بساط الٹ جائے گی۔ مَفْرُوق شَیْبَانی اپنی قوم تَغْلِبْ اور نَمِرْ کی فوجیں لیے چلا آ رہا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ باتیں معلوم ہوئیں تو انہوں نے حضرت عَلاءؓ کو لکھا کہ اگر تحقیق سے یہ معلوم ہو جائے کہ بنو شَیْبان بن ثَعْلَبہ جس کا لیڈر مفروق تھا تم پر حملہ کرنے والے ہیں اور شر پسند عناصر یہ خبر مشہور کر رہے ہیں تو ان کی سرکوبی کے لیے فوج روانہ کرنا اور ان لوگوں کو روند ڈالنا اور ان کے عقب والے قبائل کو ایسا خوفزدہ

کرنا کہ انہیں کبھی سر اٹھانے کا حوصلہ نہ ہو۔

(حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط صفحہ 49 ادارہ اسلامیات لاہور)
(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۲۹۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)

مرتدین دَارِین میں جمع ہو گئے۔

اس کے بارے میں بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ دَارِین کی جنگ کو حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں بیان کیا جاتا ہے لیکن بعض مؤرخین دَارِین کی جنگ کو حضرت عمرؓ کے دور میں لکھتے ہیں۔ بہرحال مرتدین کا اجتماع یہاں ہوا۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۲۸۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)
(فتوح البلدان صفحہ ۱۱۷ مؤسسۃ المعاف بیروت ۱۹۸۷ء)

دَارِین

خلیج فارس کا ایک جزیرہ تھا جو بحرین کے بالمقابل چند میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ وہاں پہلے سے عیسائی خاندان آباد تھے۔ حضرت عَلَاءؓ سے شکست کھانے کے بعد بچ جانے والے شکست خوردہ باغیوں کا ایک بڑا حصہ کشتیوں میں بیٹھ کر دَارِین چلا گیا اور دوسرے لوگ اپنے اپنے قبائل کے علاقوں میں پلٹ گئے۔ حضرت عَلَاء بن حَضْرَمیؓ نے قبیلہ بَکر بن وَائِل کے اُن لوگوں کو جو اسلام پر قائم تھے لکھا کہ ان کا مقابلہ کریں۔ نیز حضرت عُتَیْبَہ بن نَھَّاسؓ اور حضرت عامر بن عبدالْاَسْوَدؓ کو حکم بھیجا کہ تم وہیں پر رہو جہاں پر تم ہو اور ہر راستے پر مرتدین کے مقابلے کے لیے پہرے بٹھا دو۔ نیز انہوں نے حضرت مِسْمَعؓ کو حکم دیا کہ وہ خود بڑھ کر مرتدین کا مقابلہ کریں اور انہوں نے حضرت خَصَفَہ تَیْمِیؓ اور حضرت مُثَنّٰی بن حَارِثَہ شَیْبَانِیؓ کو حکم دیا کہ وہ بھی ان مرتدین کا مقابلہ کریں۔ بحرین میں فتنۂ ارتداد کی آگ بجھانے میں مُثَنّٰی بن حارثہ نے بہت بڑا کردار ادا کیا۔ انہوں نے اپنی فوج کے ساتھ حضرت عَلَاء بن حَضْرَمیؓ کا ساتھ دیا اور بحرین سے شمال کی طرف روانہ ہوئے۔ انہوں نے قَطِیف اور ھَجَر پر قبضہ کیا۔ اپنے اس مشن میں لگے رہے یہاں تک کہ فارسی فوج اور ان کے عُمّال پر غالب آئے جنہوں نے بحرین کے مرتدین کی مدد کی تھی۔ مرتدین سے قتال کے لیے ان علاقوں میں جو اسلام پر ثابت قدم رہے تھے انہیں لے کر حضرت عَلَاء بن حَضْرَمیؓ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ ساحل کے ساتھ شمال کی طرف بڑھتے رہے اور جس وقت حضرت ابوبکرؓ نے حضرت مُثَنّٰی بن حَارِثَہ شَیْبَانِیؓ کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت قَیس بن عاصمؓ نے کہا کہ یہ کوئی غیر معروف، مجہول النسب اور غیر شریف انسان نہیں۔ وہ تو مُثَنّٰی بن حَارِثَہ شَیْبَانِی ہیں۔ چنانچہ حضرت مُثَنّٰی بن حَارِثَہ شَیْبَانِیؓ مرتدین کے روکنے کے لیے راستوں کے ناکوں پر کھڑے ہوئے اور مرتدین میں سے بعض نے توبہ کی اور اسلام لے آئے جسے تسلیم کیا گیا۔ اور بعض نے توبہ کرنے سے انکار کر دیا اور ارتداد پر اصرار کیا۔ ان کو ان کے علاقے میں جانے سے روک دیا گیا۔ اس لیے وہ پھر اسی رستے پر پلٹے جہاں سے وہ آئے تھے یہاں تک کہ وہ بھی کشتیوں کے ذریعہ دَارِین پہنچ گئے۔ اس طرح اللہ نے ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ حضرت عَلَاءؓ ابھی تک مشرکین کے لشکر میں ہی مقیم تھے کہ ان کے پاس بَکر بن وَائِل، جن کو انہوں نے خط لکھے تھے، کے خطوط کے جواب موصول ہو گئے اور ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ اللہ کے حکم پر عمل کریں گے اور اس کے دین کی حمایت کریں گے۔ جب حضرت عَلَاءؓ کو ان لوگوں کے بارے میں حسب مراد خبر مل گئی یعنی کہ وہ مسلمان ہیں اور بغاوت نہیں کر رہے اور لڑائی نہیں کریں گے اور ان کو یقین ہو گیا کہ ان کے جانے کے بعد پیچھے اہلِ بحرین میں سے کسی کے ساتھ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آئے گا تو انہوں نے کہا کہ اب تمام مسلمانوں کو دَارِین کی طرف چلنا چاہیے اور ان کو دَارِین پر پیش قدمی کی دعوت دی۔

یہ واقعہ جس کی تفصیل آگے آئے گی، اس واقعہ کو جس طرح بیان کیا گیا ہے وہ بظاہر ناممکن نظر آتا ہے کہ کس طرح انہوں نے سمندر کو عبور کیا۔ اس کے بیان میں ہوسکتا ہے کچھ حد تک صداقت بھی ہو اور کچھ مبالغہ سے بھی کام لیا گیا ہو۔ بہرحال اگر اس میں کچھ صداقت ہے تو اس کی وضاحت کیا ہے؟ اس کی وضاحت آخر میں بیان کر دوں گا۔ بہرحال بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے پاس کشتیاں وغیرہ نہیں تھیں جن پر سوار ہو کر وہ جزیرے تک پہنچتے۔ یہ دیکھ کر حضرت عَلَاء بن حَضْرَمیؓ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو جمع کر کے ان کے سامنے تقریر کی جس میں کہا کہ

اللہ نے تمہارے لیے شیاطین کے گروہوں کو جمع کر دیا ہے اور جنگ کو سمندر میں دھکیل دیا ہے۔ وہ پہلے خشکی میں تمہیں اپنے نشانات دکھا چکا ہے تاکہ ان نشانات کے ذریعہ سمندر میں بھی تم سبق سیکھو۔ اپنے دشمن کی طرف چلو۔ سمندر کو چیرتے ہوئے اس کی طرف پیش قدمی کرو کیونکہ اللہ نے انہیں تمہارے لیے اکٹھا کیا ہے۔

ان سب نے جواب دیا کہ بخدا! ہم ایسا ہی کریں گے اور وادیٔ دَھْنَا کا معجزہ دیکھنے کے بعد ہم جب تک زندہ ہیں ان لوگوں سے نہیں ڈریں گے۔ طبری میں یہ روایت لکھی ہوئی ہے۔ وہ معجزہ پہلے بیان ہو چکا ہے جس میں مسلمانوں کے بھاگے ہوئے اونٹ بھی واپس آ گئے تھے اور پانی کا چشمہ بھی جاری ہوا تھا۔ اس کے بارے میں انہوں نے حوالہ دیا کہ وہ معجزہ ہم دیکھ چکے ہیں تو سمندر کے پانی پہ بھی ہم چلنے کا معجزہ دیکھ لیں گے۔ حضرت عَلَاءؓ اور تمام مسلمان اس مقام سے چل کر سمندر کے کنارے آئے۔ حضرت عَلَاءؓ اور آپؓ کے ساتھی خدا کے حضور یہ دعا کر رہے تھے کہ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ یَاکَرِیْمُ یَاحَلِیْمُ یَآ اَحَدُ یَاصَمَدُ یَاحَیُّ یَا مُحْیِیَ الْمَوْتِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَارَبَّنَا۔ اے رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والے! اے کریم! اے بہت ہی بُردبار! اے وہ جو اکیلا ہے! اے بے نیاز! اے وہ جو زندہ ہے جو دوسروں کو زندگی بخشنے والا ہے اور اے مُردوں کو زندہ کرنے والے! اے وہ جو زندہ ہے اور دوسروں کو زندگی بخشنے والا ہے! اے وہ جو قائم ہے اور دوسروں کو قائم کرنے والا ہے! اے ہمارے رب! تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

بہرحال بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عَلَاءؓ نے لشکر کے تمام افراد کو کہا کہ یہ دعا کرتے ہوئے سمندر میں اپنی سواریاں ڈال دیں۔ چنانچہ تمام مسلمان اپنے سپہ سالار حضرت عَلَاء بن حَضْرَمیؓ کی پیروی کرتے ہوئے ان کے پیچھے اپنے گھوڑوں، گدھوں، اونٹوں اور اپنے خچروں پر سوار ہوئے اور انہیں سمندر میں ڈال دیا اور پھر اللہ کی قدرت! اس خلیج کو بغیر کسی نقصان کے عبور کر لیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نرم ریت جس پر پانی چھڑکا گیا ہے اس پر چل رہے ہیں کہ اونٹوں کے پاؤں تک نہ ڈوبے اور سمندر میں مسلمانوں کی کوئی چیز غائب نہ ہوئی۔ ایک چھوٹی سی گٹھڑی کے غائب ہونے کا ذکر ہے۔ اس کو بھی حضرت عَلَاءؓ اٹھا لائے تھے۔ بہرحال ساحل سے دَارِین تک کا سفر بیان کیا جاتا ہے کہ کشتیوں کے ذریعہ ایک دن اور ایک رات میں طے ہوتا تھا لیکن اس قافلے نے ایک ہی دن کے بہت ہی تھوڑے وقت میں یہ فاصلہ طے کر لیا۔

(تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 289 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)
(سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از علی محمد صلابی صفحہ 344-345، مکتبہ الفرقان ضلع مظفر گڑھ پاکستان)
(حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل صفحہ 241-242 اسلامی کتب خانہ لاہور)

تاریخ طبری میں اس طرح اس کی یہ تفسیر بیان کی گئی لیکن موجودہ زمانے کے بعض مصنف سمندر عبور کرنے کے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس وقت خلیج فارس میں جزر آیا ہو یا روایات میں مبالغہ ہو اور درحقیقت مسلمانوں کو مقامی باشندوں کے ذریعہ سے کشتیاں دستیاب ہو گئی ہوں جن پر سوار ہو کر انہوں نے سمندر عبور کیا ہو۔ لیکن بہرحال روایت میں اس تفصیل کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ مختلف لوگوں نے یہ روایت لکھی ہے۔ انہوں نے عبور کرنے کا ذکر کیا ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ مسلمان دَارِین پہنچ گئے تھے۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل، اردو ترجمہ صفحہ 242 اسلامی کتب خانہ لاہور) کس طرح پہنچے اللہ بہتر جانتا ہے۔ باقی رہا

معجزات کے بارے میں

تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ایک تفسیر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے جو اصولی راہنمائی کی ہے وہ بیان کر دیتا ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت کے وقت سمندر کے پھٹنے والے واقعہ کی تفسیر اور وضاحت کرتے ہوئے بیان فرمایا جو قرآن شریف میں آیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے بیان کے مطابق واقعہ کی کیفیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ بنی اسرائیل ارضِ مقدس کے ارادے سے چلے جا رہے تھے کہ پیچھے سے فرعون کا لشکر آ پہنچا۔ اسے دیکھ کر بنی اسرائیل گھبرائے اور سمجھے کہ اب پکڑے جائیں گے لیکن خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی معرفت ان کو تسلی دلائی اور حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ اپنا عصا سمندر پر ماریں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سمندر میں ایک راستہ ہو گیا اور وہ اس میں سے آ گئے

روانہ ہوئے۔ ان کے دونوں طرف پانی تھا جو ریت کے ٹیلوں کی مانند یعنی اونچا نظر آتا تھا۔لشکر فرعون نے ان کا پیچھا کیا مگر بنی اسرائیل کے صحیح سلامت پار ہونے پر پانی پھر لَوٹا اور مصری غرق ہو گئے۔ اب لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے سمجھنے کے لیے یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق تمام معجزات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور کسی انسان کا اس میں دخل اور تصرف نہیں ہوتا۔ پس

حضرت موسیٰؑ کا عصا اٹھانا اور سمندر پر مارنا صرف ایک نشانی کے لیے تھا نہ اس لیے کہ حضرت موسیٰؑ کا یا عصا کا سمندر کے سمت جانے میں کوئی دخل تھا۔

اس عصا کا سمندر کے سمت جانے میں کوئی دخل تھا۔ اسی طرح یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن کریم کے الفاظ سے ہرگز ثابت نہیں کہ سمندر کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے اور اس میں سے حضرت موسیٰؑ نکل گئے تھے بلکہ قرآنِ کریم میں اس واقعہ کے متعلق دو لفظ استعمال کیے گئے ہیں، ایک فَرَقَ اور ایک اِنْفَلَقَ کا، جن کے معنی جدا ہو جانے کے ہیں۔ پس قرآن کریم کے الفاظ کے مطابق اس واقعہ کی یہی تفصیل ثابت ہوتی ہے کہ بنی اسرائیل کے گذرنے کے وقت سمندر جدا ہو گیا تھا یعنی کنارے سے ہٹ گیا تھا اور جو خشکی نکل آئی تھی اس میں سے بنی اسرائیل گذر گئے تھے اور سمندر کے کناروں پر ایسا ہو جایا کرتا ہے۔

چنانچہ نپولین کی (زندگی) لائف میں بھی لکھا ہے کہ جب وہ مصر پر حملہ آور ہوا تو وہ بھی اپنی فوج کے ایک حصہ سمیت بحیرۂ احمر کے کنارے کے پاس جزر کے وقت گزرا تھا اور اس کے گزرتے گزرتے مدّ کا وقت آ گیا اور مشکل سے بچا۔ اس واقعہ میں معجزہ یہ تھا یعنی حضرت موسیٰؑ والے واقعہ میں جو معجزہ تھا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ایسے وقت میں سمندر کے سامنے پہنچایا جبکہ جزر کا وقت تھا اور حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ اٹھاتے ہی اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت پانی گھٹنا شروع ہوا لیکن فرعون کا لشکر جب سمندر میں داخل ہوا تو ایسی غیر معمولی روکیں اس کے راستے میں پیدا ہو گئیں کہ اس کی فوج بہت سست رفتاری سے بنی اسرائیل کے پیچھے چلی اور ابھی سمندر ہی میں تھی کہ مدّ آ گئی اور دشمن غرق ہو گیا... سمندر میں مدّ و جزر پیدا ہوتا رہتا ہے اور ایک وقت میں پانی کنارے پر سے بہت دور پیچھے ہٹ جاتا ہے اور دوسرے وقت میں وہ خشکی پر اُور آگے آ جاتا ہے۔

سمندر پھاڑنے کے واقعہ کا اسی مدّ و جزر کی کیفیت سے تعلق ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے وقت میں سمندر سے گزرے جبکہ جزر کا وقت تھا اور سمندر پیچھے ہٹا ہوا تھا اور اس کے بعد فرعون پہنچا۔ وہ بوجہ اس کے کہ کم سے کم ایک دن بعد حضرت موسیٰؑ کے چلا تھا وہ مارامار کرتا ہوا جس وقت سمندر پر پہنچا ہے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر کے اس خشک ٹکڑے کا جس سے وہ گزر رہے تھے اکثر حصہ طے کر چکے تھے۔ فرعون نے ان کو پار ہوتے دیکھ کر جلدی سے اس میں اپنی رتھیں ڈال دیں مگر سمندر کی ریت جو گیلی تھی اس کی رتھوں کے لیے مہلک ثابت ہوئی اور اس کی رتھیں اس میں پھنسنے لگیں اور اس قدر دیر ہو گئی کہ مدّ کا وقت آ گیا اور پانی بڑھنے لگا۔ اب اس کے لیے دونوں باتیں مشکل تھیں۔ نہ وہ آگے بڑھ سکتا تھا نہ پیچھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سمندر نے اسے درمیان میں آ لیا اور وہ اور اس کے بہت سے ساتھی سمندر میں غرق ہو گئے اور چونکہ مدّ کا وقت تھا، سمندر کا پانی جو کنارے کی طرف بڑھ رہا تھا اس نے ان کی لاشوں کو خشکی کی طرف لا پھینکا۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد1 صفحہ 419 تا 422)

بہرحال مسلمان دَارِین کسی طرح پہنچ گئے تھے جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے اور وہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسی طرح کا مدّ و جزر والا کوئی واقعہ ہوا ہو۔

دَارِین پہنچ کر وہاں مسلمانوں کا اور مرتد باغیوں کا مقابلہ ہوا اور نہایت ہی خونریز جنگ ہوئی جس میں وہ سب مارے گئے

یعنی باغی مارے گئے۔ کوئی خبر دینے والا بھی نہ بچا۔ مسلمانوں نے ان کے اہل و عیال کو لونڈی یا غلام بنا لیا اور ان کی املاک پر قبضہ کر لیا۔ ہر ایک شہسوار کو چھ ہزار اور ہر پیادے کو دو ہزار درہم غنیمت میں ملے۔ مسلمانوں کو ساحلِ سمندر سے ان تک پہنچنے اور ان کے مقابلے میں پورا دن صرف ہو گیا۔ ان سے فارغ ہو کر وہ پھر واپس آ گئے۔

حضرت ثُمَامہ بن اُثَالؓ کی شہادت کا واقعہ

لکھا ہے کہ حضرت عَلاء بن حَضرمیؓ تمام لوگوں کو واپس لے آئے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے وہیں پر قیام کرنے کو پسند کیا۔ حضرت ثُمَامہ بن اُثَالؓ بھی واپس آنے والوں میں تھے۔ عبداللہ بن حَذَفؓ کہتے ہیں کہ ہم بنو قیس بن ثعلبہ کے ایک چشمہ پر مقیم تھے۔ لوگوں کی نظر حضرت ثُمامہؓ پر پڑی اور انہوں نے حُطَم کا چوغہ آپؓ کے جسم پر دیکھا۔ حُطَم کا یہ وہی چوغہ تھا جو اس کے قتل ہونے کے بعد مالِ غنیمت میں حضرت ثُمَامہؓ کو دیا گیا تھا۔ انہوں نے ایک شخص کو دریافت کے لیے بھیجا، یعنی اس قبیلے والوں نے اور اُسے کہا کہ جا کر حضرت ثُمَامہؓ سے دریافت کرو کہ یہ چوغہ تمہیں کہاں سے ملا ہے اور حُطَم کے متعلق دریافت کرو کہ کیا تم نے ہی اسے قتل کیا تھا (حُطَم ان کا لیڈر تھا) یا کسی اَور نے؟ اس شخص نے آ کر حضرت ثُمَامہؓ سے چوغہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ مجھے مالِ غنیمت میں ملا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ تم نے حُطَم کو قتل کیا ہے؟ حضرت ثُمَامہؓ نے کہا کہ نہیں۔ اگرچہ میری تمنا تھی کہ مَیں اس کو قتل کرتا۔ اس شخص نے کہا کہ یہ چوغہ تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے؟ حضرت ثُمَامہؓ نے کہا اس کا جواب مَیں تمہیں پہلے ہی دے چکا ہوں کہ مالِ غنیمت میں ملا ہے۔ تو اس قبیلے کے اس شخص نے آ کے اپنے دوستوں کو اپنی ساری گفتگو کی اطلاع دی۔ وہ سب پھر حضرت ثُمَامہؓ کے پاس اکٹھے ہو کے آئے اور ان کو آ کر گھیر لیا۔ ان سب نے کہا کہ تم حُطَم کے قاتل ہو۔ حضرت ثُمَامہؓ نے کہا کہ تم جھوٹے ہو۔ مَیں اس کا قاتل نہیں ہوں۔ البتہ یہ چوغہ مجھے مال غنیمت میں بطور حصہ کے ملا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حصہ تو صرف قاتل ہی کو ملتا ہے حضرت ثُمَامہؓ نے کہا کہ یہ چوغہ اس کے جسم پر نہیں تھا بلکہ اس کی سواری یا اس کے سامان سے ملا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ پھر ان کو شہید کر دیا۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ۲۸۹ تا۲۹۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

دسویں مہم

کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ حضرت سُوَید بن مُقَرِّنؓ کی مرتد باغیوں کے خلاف مہم تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جھنڈا حضرت سُوَید بن مُقَرِّنؓ کو دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ

یمن کے علاقے تِہَامہ

کو جائیں۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ۲۵۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان۲۰۱۲ء)

لغت میں تِہَامہ کے معنی شدت گرمی اور ہوا کے رک جانے کے بھی ہیں۔ اسی طرح لغت میں اس کے ایک معنی نشیب کے بھی ہیں۔

(لسان العرب زیر مادہ: تھم)

یمن کے مغرب اور جنوب میں بحرِ قلزم کے ساحل پر نشیبی اراضی کی ایک پٹی ہے جسے تِہَامہ کہتے ہیں۔ اس اراضی میں بہت سی نیچی لیکن تہ بہ تہ پہاڑیاں پائی جاتی ہیں۔ تِہَامہ کی شمالی سرحد مکہ کے قریب پہنچتی تھی اور جنوبی یمن کے پایۂ تخت صَنْعاء سے کوئی ساڑھے تین سو میل کے فاصلے پر ختم ہوتی تھی۔

تہامہ یمن کا ایک ضلع تھا جس میں بہت سے گاؤں اور قصبے تھے۔

(حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط صفحہ 40-41 ادارہ اسلامیات لاہور)

یہ تو تِہَامہ یمن کا مختصر تعارف ہے۔

حضرت سُوَید بن مُقَرِّنؓ کا تعارف

یہ ہے کہ حضرت سُوَیدؓ کے والد کا نام مُقَرِّن بن عَائِذ تھا۔ ان کا تعلق مُزَینہ قبیلہ سے تھا۔ ان کی کنیت ابوعدی تھی۔ ابوعمرو بھی کنیت بیان کی گئی ہے۔ پانچ ہجری میں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ انہوں نے جنگِ خندق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شمولیت کی۔ پھر اس کے بعد تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ آپ حضرت نعمان بن مُقَرِّنؓ کے بھائی تھے جنہوں نے ایرانی فتوحات میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے تھے۔

(اسد الغابہ جلد۲ صفحہ۶۰۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۸ء)

(ماخوذ از طبقات الکبریٰ جلد۶ صفحہ۹۷، جلد اول صفحہ۲۲۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

تاریخی کتب میں حضرت سُوَیدؓ کے تِہامہ جانے اور وہاں ان کے مرتدین کے خلاف کارروائیوں کی تفصیل نہیں ملتی تاہم کتبِ تاریخ میں اہل تِہامہ کے ارتداد اور بغاوت کے حالات و واقعات یوں بیان ہوئے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہجری میں حجۃ الوداع کے بعد یمن میں محصلین زکوٰۃ مقرر فرمائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کو سات حصوں میں تقسیم فرمایا تھا۔ تِہامہ پر طاہر بن ابو ہالہ کو عامل مقرر فرمایا تھا۔

تِہامہ میں ادنیٰ درجہ کے عربوں کے علاوہ دو بڑے اور اہم قبیلے تھے۔ ایک عَكّ اور دوسرا اَشْعر۔

(حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط صفحہ 41 ادارہ اسلامیات لاہور)

تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عَتَّاب بن اُسَیدؓ اور حضرت عثمان بن ابو العاصؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو لکھا کہ ہمارے علاقے میں مرتدین نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا ہے۔

مرتدین صرف مرتدین نہیں تھے بلکہ جیسا کہ پہلے بھی بیان کر چکا ہوں یہ لوگ مسلمانوں پر حملے بھی کرتے تھے۔

یہاں بھی یہی صورتحال تھی۔ تو حضرت عتّابؓ نے اپنے بھائی حضرت خالد بن اُسَیدؓ کو اہل تِہامہ کی سرکوبی کے لیے بھیجا جہاں بنو مُدْلِج کی ایک بڑی جماعت اور خُزَاعہ اور کِنَانَہ کی مختلف جماعتیں بنو مُدْلِج کے خاندان بنو شَنُوق کے جُنْدُبْ بن سُلْمٰی کی سرکردگی میں مرتد ہو کر مقابلہ کے لیے جمع تھیں۔ دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا اور حضرت خالد بن اُسَیدؓ نے ان کو شکست دے کر پراگندہ کر دیا اور بہت سارے افراد کو قتل کر دیا۔ اس میں بنو شَنُوق کے افراد سب سے زیادہ مارے گئے۔ اس واقعہ کے بعد ان کی تعداد بہت کم رہ گئی۔ اس واقعہ نے حضرت عَتَّابؓ کے علاقے کو فتنۂ ارتداد سے پاک صاف کر دیا اور جندب بھاگ گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد اس نے دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ۲۹۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان۲۰۱۲ء)

(الکامل فی التاریخ جلد۲ صفحہ۲۳۰ دار الکتب العلمیۃ لبنان)

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تِہامہ میں سب سے زیادہ قبیلہ عَكّ اور اَشْعر نے بغاوت کی

اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی اطلاع ملی تو ان میں سے متفرق لوگ جمع ہوئے اور پھر خَضَمْ قبیلہ کے لوگ بھی ان کے ساتھ جا ملے۔ انہوں نے ساحل سمندر کی جانب اَعْلَابْ مقام میں اپنا پڑاؤ ڈالا اور ان کے ساتھ وہ سپاہی بھی آملے جن کا کوئی سردار نہ تھا۔ اَعْلَابْ جو ہے یہ بھی مکہ کے ساحل کے درمیان قبیلہ عَكّ کا علاقہ ہے۔ حضرت طاہر بن ابو ہالہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو اس کی اطلاع دی اور خود ان کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے اور اپنی روانگی کی اطلاع بھی انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو لکھ دی۔ حضرت طاہرؓ کے ساتھ مَسروق عَکّی اور قبیلہ عَكّ میں سے ان کی قوم کے وہ افراد تھے جو مرتد نہیں ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ مقام اَعْلَابْ میں ان لوگوں سے جا ملے اور وہاں ان سے شدید جنگ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو، دشمنوں کو شکست دی۔ مسلمانوں نے ان کو بے دریغ قتل کیا۔ تمام راستوں میں ان کے مقتولین کی بدبو پھیل گئی اور مسلمانوں کو ایک شاندار فتح حاصل ہوئی۔

تِہامہ میں ارتداد کے واقعات کا ذکر

کرتے ہوئے ایک مصنف نے لکھا ہے کہ تِہامہ کے ارتداد کو کچلنے میں سرفہرست طاہر بن ابی ہالہ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تِہامہ کے لیے تِہامہ کے حصہ پر والی تھے جو قبیلہ عَكّ اور اشعریوں کا وطن تھا۔ پھر ابوبکرؓ نے عُکّاشہ بن ثَور کو حکم دیا کہ وہ تِہامہ میں اقامت پذیر ہوں اور اپنے پاس اس کے باشندوں کو اکٹھا کرے کے حکم کا، حضرت ابوبکرؓ کے حکم کا انتظار کریں۔ حضرت عکاشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حَضْر مَوت کے دو علاقوں سَکَاسِک اور سَکُون پر عامل مقرر تھے اور بَجِیلَہ قبیلہ کے پاس حضرت ابوبکرؓ نے جَرِیر بن عبداللہ بَجَلیؓ کو واپس بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے ثابت قدم رہنے والے مسلمانوں کو لے کر اسلام سے مرتد ہونے والوں سے قتال کریں اور پھر قبیلہ خَثْعَم کے پاس پہنچیں اور ان کے مرتدین سے قتال کریں۔ جریر اپنی مہم پر روانہ ہوئے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو حکم دیا تھا اس کو بجالائے اور تھوڑے سے افراد کے علاوہ ان کے مقابلے میں کوئی نہ آیا۔ آپؓ نے ان کو قتل کیا اور انہیں منتشر کر دیا۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ۲۹۴-۲۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان۲۰۱۲ء)

(الکامل فی التاریخ جلد۲ صفحہ۲۳۰ دار الکتب العلمیۃ لبنان)

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم صفحہ 303 مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

(معجم البلدان جلد۱ صفحہ ۲۶۳)

یہ مہمات کا ذکر ہو رہا ہے آئندہ ان شاء اللہ گیارھویں مہم کا ذکر ہو گا۔

اس وقت میں

چند مرحومین کا ذکر

کرنا چاہتا ہوں۔ ان میں سے دو تو برکینا فاسو کے ہمارے نوجوان ہیں۔ 11؍ جون کی شام کو یہ اپنے علاقے، ڈوری ریجن کے علاقے میں ایک گاؤں میں تھے جہاں دہشت گردوں نے حملہ کیا اور یہاں بہت سے افراد مارے گئے۔ اس میں ہمارے یہ دو احمدی خادم بھی شہید ہوئے جو اپنی دکان پہ کام کر رہے تھے۔ فائرنگ ہوئی اور یہ موقع پر شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ ایک ان میں سے جو ہیں

ان کا نام ہے ڈیکو زکریا (Dicku Zakariya)

ان کی عمر 32 سال تھی۔ ڈوری ریجن میں ان کو بطور ریجنل قائد خدام الاحمدیہ خدمت کی توفیق ملی۔ مدرسۃ الحفظ گھانا میں قرآن کریم حفظ کرنے کے لیے بھی گئے تھے۔ کچھ عرصہ حفظ کیا پھر واپس آ گئے۔ ہمیشہ جماعتی کاموں کے لیے حاضر رہتے تھے۔ ہر کام کے لیے لبیک کہہ کر اپنے آپ کو پیش کرتے تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند تھے۔ تہجد اور نوافل بھی باقاعدہ ادا کرنے والے تھے۔ اپنے چندہ جات بھی باقاعدہ ادا کرتے تھے۔ ماہانہ آمد کے علاوہ بھی کوئی آمد ہوتی تو اس پر بھی فوری چندہ ادا کرتے۔ جماعت اور خلافت سے سچی محبت تھی۔ باقاعدہ خطبہ جمعہ سنا کرتے تھے۔ ایم ٹی اے کے دوسرے پروگرام بڑے شوق سے دیکھا کرتے تھے۔ ان کے لوکل مشنری کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ آخری ملاقات میں انہوں نے کہا کہ خلیفۂ وقت سے کب ملاقات نصیب ہوتی ہے۔ ان کی بڑی خواہش تھی خلیفۂ وقت سے ملنے کی۔ یہ معلم صاحب نے لکھا ہے کہ ایک مثالی خادم تھے۔ پسماندگان میں ان کی ایک اہلیہ اور دو بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔

دوسرے شہید جو تھے وہ ڈیکو موسیٰ (Dicku Mussa) صاحب

تھے۔ ان کی عمر 34 سال تھی۔ یہ اس وقت اپنی مجلس سائی تنگا (Seytenga) کے قائد خدام الاحمدیہ تھے۔ اپنی جماعت کے تمام پروگراموں میں سب سے بڑھ کر حصہ لیتے۔ دوسروں کو شامل کرتے۔ نمازوں اور چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔ ان کی جماعت میں مسجد نہیں تھی تو یہ مقامی طور پر کوشش کر رہے تھے ایک شیڈ بنا کر وہاں باقاعدہ نماز ادا کریں۔ یہ مجھے خط بھی باقاعدہ لکھتے رہتے تھے۔ کیپیٹل سے کوئی بھی دورے کے لیے جاتا تو اس کی خاطر تواضع کرتے۔ خود ساتھ ساتھ رہتے، کام کرواتے، دورہ میں شامل ہوتے۔ ان کے پسماندگان میں ان کی دو بیویاں ہیں اور تین بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔

ان دونوں شہداء کے بارے میں وہاں کے امیر جماعت لکھتے ہیں: یہ دونوں خدام ہمارے لوکل مشنری ڈیکو احمدو بوریما (Dicku Amadou Bourema) صاحب کے بھائی تھے جو کہ اس وقت ریڈیو احمدیہ ڈوری کے انچارج ہیں۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے والد ابراہیم بُنتی (Bonti) صاحب کے ذریعہ سے آئی تھی۔ وہ بہت ہی مخلص اور پُرجوش داعی الی اللہ تھے۔ وہ ڈوری ریجن کے زعیم انصار اللہ بھی رہے۔ 2011ء میں ان کی وفات ہو گئی تھی۔ پھر آگے امیر صاحب دعا کے لیے بھی لکھتے ہیں کہ برکینا فاسو میں 2015ء سے دہشت گرد حملے ہو رہے ہیں اور ملک کے نارتھ کے علاقے میں بہت زیادہ تباہی ہے۔ دو ملین سے زائد لوگ بے گھر ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی امن کے حالات پیدا کرے اور دنیا کے جو معاشی اور سیاسی حالات اب ہو رہے ہیں ان سے دہشت گردی کے امکانات مزید بڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی انسانیت پر رحم فرمائے اور ان کو عقل دے۔

دوسرا ذکر

محمد یوسف بلوچ صاحب ابن نورنگ خان صاحب، بستی صادق پور ضلع عمر کوٹ سندھ

کا ہے۔ ان کی بھی گذشتہ دنوں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ یہ بلوچ ہیں۔ ڈیرہ غازی خان کے ہیں۔ وہاں پیدا ہوئے تھے۔ 1934ء میں حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ کے ذریعہ سے ان کے ہاں، ان کے خاندان میں احمدیت آئی۔ قیامِ پاکستان کے بعد ہجرت کر کے یہ تحریک جدید کی زمینوں پر صادق پور ضلع عمر کوٹ میں آ گئے۔ پھر یہ کچھ عرصہ چھ سال کے قریب ربوہ میں بھی مقیم رہے اور اس محلے میں خادم مسجد کے طور پر ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ سات بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے شبیر احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ آجکل آئیوری کوسٹ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں اور میدانِ عمل میں ہونے کی وجہ سے اپنے والد کے جنازے میں شریک نہیں ہو سکے۔ مرحوم کے دو پوتے بھی مربی سلسلہ ہیں۔

ان کے بیٹے شبیر صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں کہ بہت ساری خوبیوں کے مالک تھے۔ ہم نے بچپن سے ان کو تہجد کا پابند دیکھا۔ روزانہ فجر کے بعد بلند آواز سے تلاوت کیا کرتے تھے۔ خلافت سے بے انتہا محبت کرنے والے تھے۔ کہتے ہیں جب بھی میں گھر گیا ہوں تو مجھے بلا کر کہتے کہ میری دو باتیں ہمیشہ یاد رکھنا کہ خلافت سے ہمیشہ وفا کرنا اور اپنے وقف کا حق ادا کرنا۔ کہتے ہیں مہمان نواز بھی بہت تھے۔ راہ چلتے لوگوں کو گھر لے آتے۔ آپ کی تعزیت پر بھی بہت سے غیر از جماعت لوگ اور ہندو وغیرہ سب آئے اور بڑے اچھے الفاظ میں ان کو یاد کیا اور یہ بھی اظہار کیا کہ ہمارا باپ فوت ہو گیا ہے کیونکہ غرباء کی بہت مدد کیا کرتے تھے۔

تیسرا ذکر

عزیزہ مبارزہ فاروق (واقفۂ نو)

کا ہے جو فاروق احمد صاحب کی بیٹی تھیں۔ یہ ربوہ کی ہیں۔ ان کا بھی گذشتہ دنوں انتقال ہوا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ یہ بچی جب گیارہ سال کی تھی تو ہائی ٹینشن بجلی کی تار کو ہاتھ لگانے کی وجہ سے ان کے دونوں بازو مفلوج ہو گئے، خراب ہو گئے اور پھر دونوں بازو کاٹنے پڑے لیکن اس حالت میں بھی عزیزہ نے ہمت نہیں ہاری۔ اپنی تعلیم کو جاری رکھا۔ پہلے اس نے منہ سے قلم پکڑ کر لکھنے کی پریکٹس کی۔ پھر دونوں کہنیوں کے ساتھ قلم پکڑ کر لکھنے کی مشق کی اور اس طرح چند ماہ میں نہایت خوش خط لکھنے لگی۔ تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ کچھ عرصہ بعد یہ فیملی ربوہ شفٹ ہو گئی۔ یہاں بھی اپنی تعلیم جاری رکھی۔ 2013ء میں اچھے نمبروں میں بی اے پاس کر لیا۔ پھر تعلیم الاسلام کالج سے ایم اے عربی بھی کیا۔ واقفۂ نو کی حیثیت سے کچھ عرصہ انہوں نے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں بھی خدمت کی۔ قرآنِ کریم صحت تلفظ کے ساتھ اور لفظی ترجمہ کے ساتھ سیکھا اور ہمیشہ سو فیصد نمبر لیا کرتی تھیں۔ محلہ میں ترجمۃ القرآن کلاس بھی لیتی تھیں۔ ان کے پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے والدین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

اگلا ذکر ہے

مکرم آنزومانا واترا (Aanzumana Wattara) صاحب

جو آئیوری کوسٹ میں ماساداگو علاقے کے معلم سلسلہ تھے۔ ان کی بھی گذشتہ دنوں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

وہاں کے مشنری انچارج لکھتے ہیں کہ مرحوم سادہ لوح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، منکسر المزاج، دعا گو، نیک اور پارسا بزرگ تھے۔ کثرت سے نوافل ادا کرتے اور سوموار اور جمعرات کو نفلی روزہ باقاعدگی سے رکھتے تھے۔ کثرت سے ان کی دعائیں بھی قبول ہوتی تھیں۔ خلافت سے ان کو ایک والہانہ عشق تھا۔ ایک بہترین مبلغ تھے۔ 1997ء میں ایک خواب کے ذریعہ انہوں نے احمدیت قبول کی اور خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں ہیں اور وہاں سے ایک جگہ ناسیاں گاؤں ہے، وہاں جا رہے ہیں اور ایک تلوار کے ساتھ وہاں جانے کے لیے راستہ بنا رہے ہیں اور ساتھ ہی کلمہ طیبہ اونچی آواز سے پڑھتے ہوئے جا رہے ہیں۔ کہتے ہیں اس خواب کے بعد ایک دن مجھے پتہ چلا کہ ایک احمدی مشنری عمر معاذ صاحب ناسیاں تبلیغ کے لیے آئے ہیں تو یہ خود بھی ناسیاں تشریف لے گئے اور جماعت کا پیغام سنتے ہی بیعت کر لی اور کہا کہ یہی وہ پیغام تھا جس کو قبول کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے خواب میں بتایا تھا۔ کوشش کر کے میں نے اس گاؤں میں جانا ہے جہاں مجھے دین ملے گا۔ بہرحال قبولیتِ احمدیت کے کچھ عرصہ کے بعد آپ نے وقف کیا اور باقاعدہ معلم سلسلہ کے طور پر جماعت کی خدمت شروع کی۔ 2002ء میں جب ملک میں خانہ جنگی شروع ہوئی تو مرکز کا ان کی جگہ سے رابطہ بحال نہ رہ سکا۔ معلم صاحب نے گاؤں اور اردگرد کی جماعتوں میں اپنا رابطہ بحال رکھا اور جماعت کے افراد کے لیے تعلیم و تربیت کا کام ہر حال میں جاری رکھا اور مرکز سے رابطہ میں رہے۔ اس طرح انہوں نے اپنے گاؤں میں، اپنے گھر کے احاطے میں ایک مسجد بھی تعمیر کی اور وہیں سے احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کا کام بھی کرتے تھے۔ اس طرح نیشنل سطح کے ہر جماعتی پروگرام میں باقاعدگی سے لمبا سفر طے کر کے شامل ہوتے تھے۔ 1998ء میں آپ کو جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت کا موقع ملا۔ ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور حضور رحمہ اللہ کے ساتھ ایم ٹی اے کے پروگرام The French Mulaqat جو تھی اس میں بھی شرکت کا موقع ملا اور اس ملاقات سے بہت خوش تھے اور لوگوں کو سنایا کرتے تھے کہ یہ ملاقات میری زندگی کا بہت خوبصورت حصہ ہے اس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔

2004ء میں جب مَیں نے برکینا فاسو کا دورہ کیا تو وہاں یہ مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ یہ جو مَیں آپ سے مل رہا ہوں یہ میں اپنی ایک نئی زندگی کی وجہ سے مل رہا ہوں۔ اور یہ آپ کے دورہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل فرمایا ہے اور یہ برکت مجھے حاصل ہو رہی ہے۔ کہنے لگے کہ دو ماہ پہلے میں شدید بیمار ہو گیا یہاں تک کہ گھر والوں نے سمجھا کہ شاید میرا آخری وقت ہے۔ کہتے ہیں اس وقت میں نے خواب میں دیکھا۔ یعنی انہوں نے مجھے خواب میں دیکھا کہ میں ان کے سر پہ ہاتھ پھیر رہا ہوں اور کہتے ہیں خواب ہی میں میں نے محسوس کیا کہ تمام بیماری جسم کو چھوڑ چکی ہے۔ کہتے ہیں جب میں بیدار ہوا تو واقعۃً بیماری مجھے چھوڑ چکی تھی اور میں صحت یاب ہو گیا تھا۔ بہرحال جب مَیں نے وہاں دورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ اب اس خواب کو جو میں نے دیکھی تھی عملی شکل میں پورا بھی کر دیں اور اپنا سر آگے کر دیا کہ اس پر ہاتھ پھیریں اور بڑے خوش تھے۔ خلافت سے کامل وفا کا تعلق تھا اور لوگوں کو بتاتے تھے کہ یہ زندگی جو مجھے ملی ہے وہ اس لیے ملی ہے کہ میں خدمت دین کروں اور اب میں اسی کام میں اپنی زندگی صرف کروں گا اور اس عہد کو انہوں نے نبھایا۔ 94 سال کی عمر پائی اور آخر عمر تک فعال اور صحت مند تھے۔ پیرانہ سالی کے باوجود قریبی جماعتوں کا دورہ بھی خود کیا کرتے تھے۔ ان کی دوسری ملاقات بھی 2008ء میں مجھ سے ہوئی جب میں گھانا گیا ہوں تو وہاں پہ یہ آئے اور گھانا میں جوبلی کے جلسہ میں شامل ہوئے۔ بڑے خوش تھے۔

''بندوکو'' کے ریجنل مشنری شاہد صاحب کہتے ہیں کہ پاکستانی مبلغین سے بہت محبت کا تعلق رکھتے تھے۔ بڑی عاجزی اور انکساری سے ملتے تھے۔ بہت عزت و احترام سے پیش آتے تھے اور مالی قربانی میں بھی ہمیشہ پیش پیش تھے۔ باقاعدگی سے چندہ دیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں اس سال جنوری کے آخر میں جب میں ان کے گاؤں دورے پہ گیا تو معلم صاحب نے مجھے کہا کہ اس سال میں چلا جاؤں گا۔ میں نے کہا کیا آپ نے سفر پر کہیں جانا ہے؟ کہتے ہیں نہیں۔ میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا کیونکہ اس سال میں بہت خوش ہوں۔ مبلغ کہتے ہیں پھر انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ کی خاطر زندگی بھر کام کیا۔ 'اللہ تعالیٰ کی ذات پہ بڑا یقین تھا' اور اب میں اپنی تنخواہ لینے اللہ کے پاس جا رہا ہوں اور وفات سے ایک ہفتہ قبل انہوں نے اپنی فیملی کو کہا کہ میرا اب اللہ تعالیٰ سے ایک ہفتے کا کنٹریکٹ ہے۔ ایک ہفتہ رہ گیا ہے باقی۔ کہتے ہیں اگلے جمعہ ایک ہفتہ کے بعد صبح یہ حسبِ معمول تہجد کے لیے اٹھے، وضو کیا اور وضو مکمل کیا ہی تھا کہ وضو کرتے کرتے وہیں اسی جگہ پہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ چکر آیا ان کو اور وہیں گرے۔ تو اس قسم کے بے لوث اور اخلاص و وفا سے بھرے ہوئے دور دراز علاقوں میں رہنے والے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے ہیں جو اسلام کا پیغام دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بے نفس جماعت کو ہمیشہ عطا کرتا رہے اور خدمت کرنے والے بھی ہوں۔

ان کے پسماندگان میں پانچ بیٹے اور چھ بیٹیاں شامل ہیں۔ اللہ کے فضل سے سب احمدیت پر قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ثبات قدم بھی عطا فرمائے اور اپنے والد کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔

نماز جمعہ کے بعد مَیں ان کی سب کی نماز جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 22؍ جولائی 2022ء)

مبارک احمد منیر۔ مربی سلسلہ برکینا فاسو

حضرت مصلح موعودؓ کے کارنامے

قسط 2

تسلسل کے لئے دیکھیں الفضل آن لائن مؤرخہ 23 جولائی 2022ء

1931ء - 1940ء

تحریک کشمیر

1931ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے کشمیر کے مسلمانان کے حقوق کے لیے کوشش شروع کی اور کشمیر کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے۔

(سلسلہ احمدیہ جلد 1 صفحہ 396)

4 اگست 1934ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خاص ہدایت سے مسلمانان کشمیر کے حقوق و مفادات کے تحفظ اور ترجمانی کے لئے سرینگر سے روزنامہ اخبار ’’اصلاح‘‘ جاری کیا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 664)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے نومبر دسمبر 1934 کے خطبات میں تحریک جدید کی نئی سکیم کا اعلان فرمایا اور تفصیل سے مطالبات کا ذکر فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 11)

6 جون 1935ء میں امام مسجد لندن مولانا عبدالرحیم صاحب درد نے ’’دی مسلم ٹائمز‘‘ کے نام سے ایک انگریزی اخبار جاری کیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 227)

جون 1935ء میں ہی حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ اور صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے یورپ کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرانے اور ان کی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کیلئے ’’الاسلام‘‘ کے نام سے ایک سہ ماہی انگریزی رسالہ لندن سے جاری فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 227)

مولانا ابو العطا صاحب جالندھری نے جنوری 1935ء میں حیفا (فلسطین) سے ماہنامہ ’’البشریٰ‘‘ جاری فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 283)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کے بنیادی حقوق دلانے کے لیے کئی کشمیر کے دورہ جات کیے۔ چنانچہ آپ کو علامہ اقبال کی تجویز پر کشمیر کمیٹی کا صدر بنا دیا گیا۔ اس کے سیکرٹری مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 418)

یکم مئی 1935ء کو حیدر آباد سندھ سے ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب اخوند نے سندھی زبان میں ’’البشریٰ‘‘ کے نام سے اخبار جاری کیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 283)

کینیا کے شہر نیروبی سے 23 جولائی 1936ء میں مخالفین احمدیت کے گندے لٹریچر کے جوابات دینے کے لیے ’’الہدیٰ‘‘ کے نام سے اخبار ہفتہ وار جاری کیا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 245)

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے 14 ستمبر 1936ء کو حضرت مسیح موعودؑ کے پاکیزہ کلام کی بکثرت اشاعت کرنے مغربی فلاسفروں کے اعتراضات کے جواب لکھنے اور مختلف مذاہب کی پوری تحقیق کرنے اور اسلامی اصول کی علمی روشنی کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے ایک مجلس کی بنیاد رکھی اور اس مجلس کا نام ’’انصار سلطان القلم‘‘ رکھا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 316)

صدر انجمن احمدیہ کے قواعد وضوابط جمع کرنے کے لیے کمیٹی بنائی گئی۔ جس کی منظوری حضور نے 14 مئی 1936ء کو عطاء فرمائی اور اسے جنوری 1938ء میں شائع کر دیا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 276)

تحریک جدید کے دفتر کا مستقل صورت میں قیام آخر جنوری 1938ء میں ہوا۔ اس کا دفتر قصر خلافت قادیان کے ایک کمرہ میں جو چوبی سیڑھیوں سے ملحق تھا دفتر تحریک جدید قائم کیا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 57)

31 جنوری 1938ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خاص اجازت سے نوجوانوں کی مجلس کی بنیاد رکھی گئی۔ 4 فروری 1938ء کو حضور نے اس تنظیم کا نام ’’مجلس خدام الاحمدیہ‘‘ رکھا۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 447)

حضرت مصلح موعودؓ نے وقار عمل کی اصطلاح اپنے ہاتھ سے کام کرنے سے عار نہ سمجھنے کے متعلق استعمال فرمائی۔ اب وقار عمل دنیا بھر میں اپنی مثال آپ بن گیا ہے۔

(سوانح فضل عمر جلد 3 صفحہ 27)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی منظوری سے جنوری 1940ء میں تقویم ہجری شمسی شائع کی گئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 12)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 26 جولائی 1940ء کو 8 سے 15 سال کے عمر تک کے بچوں کو اطفال الاحمدیہ کے نام سے ایک تنظیم میں شامل کرنے کا فرمایا۔ اسی تقریر میں حضور نے چالیس سے اوپر حضرات کے افراد کے لیے انصار اللہ کی تنظیم کا اعلان فرمایا اور حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کو اس نئی تنظیم کا پہلا صدر مقرر کیا۔

(سوانح فضل عمر جلد 3 صفحہ 29) (سلسلہ احمدیہ جلد دوم صفحہ 76)

(تاریخ احمدیت جلد 9 صفحہ 70 - 71)

تفسیر کبیر جلد سوم کا پہلا ایڈیشن دسمبر 1940 کو طبع ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد 9 صفحہ 137)

1941ء - 1950ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت پر جنوری 1942ء کے آغاز میں قادیان سے ماہنامہ ’’فرقان‘‘ جاری کیا گیا۔ اس کو جاری کرنے والے مجلس رفقاً احمد تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 9 صفحہ 291)

دسمبر 1943ء میں نظارت تعلیم و تربیت کی درخواست اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر ’’افتاء کمیٹی‘‘ کے نام سے ایک نیا ادارہ معرض وجود میں آیا۔ اس سے پہلے 1919ء میں اس کام کے لیے حضرت مولوی سید سرور شاہؓ صاحب، حضرت مولوی محمد اسماعیلؓ صاحب اور حضرت حافظ روشن علیؓ صاحب مقرر کئے گئے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 9 صفحہ 454)

اس کمیٹی کا احیاً 1952ء میں فرمایا اور پہلے صدر ملک سیف الرحمن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ مقرر کیے گئے اور پہلے سیکرٹری مولانا جلال الدین صاحب شمس کو مقرر فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 49)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت پر مسلمانوں کے سیاسی حقوق کے لئے 1944ء میں ’’آل جموں و کشمیر مسلم ویلفیئر ایسوسی ایشن‘‘ کے نام سے ایک ادارہ قائم ہوا۔ یہ ادارہ مسلمانوں کو متحد کرنے اور ان کی آواز حکومت تک پہنچانے کی کوشش کرتا رہا۔

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 682)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت پر قادیان میں کالج کے لیے کوششیں کی گئیں۔ چنانچہ مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے 2 جون 1944ء کو یونیورسٹی کی طرف سے بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی کہ حکومت نے کالج کے اجرا کی منظوری دے دی ہے۔ چنانچہ یکم مئی 1944ء کو تعلیم الاسلام کالج کی انتظامی اعتبار سے ابتدا ہوئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 20)

26 مئی 1944ء کو فضل عمر ہوسٹل کا قیام دار الانوار کے گیسٹ ہاؤس میں ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 26)

جنوری 1945ء سے مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے ’’الطارق‘‘ کے نام سے ٹریکٹوں کا ایک سلسلہ جاری کیا گیا جس میں مرکزیہ کی طرف سے ضروری ہدایات و اطلاعات شائع ہوتی تھیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 473)

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا ترجمان ’’مصباح‘‘ 1947ء میں فسادات کی وجہ سے بند ہوا تھا چنانچہ اپریل 1950ء میں دوبارہ جاری کیا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 14 صفحہ 216)

پاکستان ہجرت کے بعد نومبر 1947ء میں حضورؓ نے جسونت بلڈنگ کے ایک کمرہ میں دفتر بنا کر کام شروع کر دیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 281)

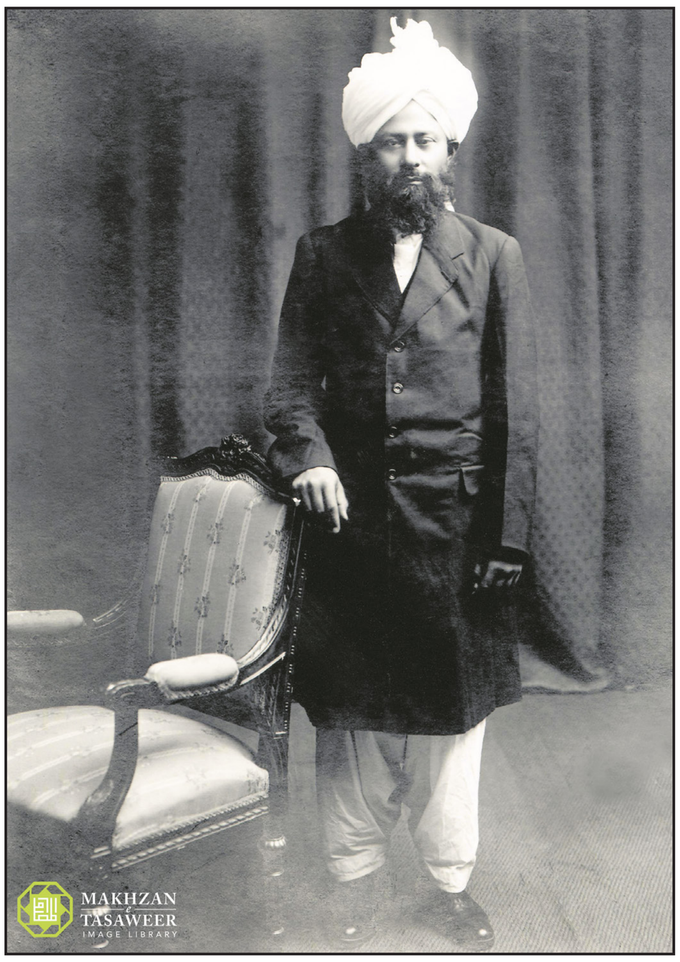

سوئٹزر لینڈ میں اکتوبر 1949ء کو ڈچ زبان میں ''الاسلام'' کے نام سے ایک ماہواری رسالہ جاری کیا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 12صفحہ 87)

1948ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سربراہی میں نئے مرکز ربوہ کی بنیاد رکھی گئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 11صفحہ 281)

3 اکتوبر 1949ء کو بعد نماز عصر مسجد مبارک ربوہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 14صفحہ 15)

حضرت مصلح موعودؓ نے دعویٰ مصلح موعودؓ کے بعد مجلس علم وعرفان کا آغاز فرمایا چنانچہ اس دینی حقائق اور قرآنی معارف پر مبنی مجلس کا آغاز مارچ 1947ء کو ہوا جو کہ اگست 1947ء تک جاری رہی۔

(تاریخ احمدیت جلد 9صفحہ 621)

حضرت مصلح موعودؓ نے کشمیر کو پاکستان میں شامل کرنے کے لیے بہترین مشورے دیئے اور اس کی اہمیت اجاگر فرمائی نیز فلسطین کی آزادی کے لے بھی کوششیں فرمائیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 11صفحہ 324)

جون 1947ء میں جماعت احمدیہ کی طرف سے تفسیر القرآن انگریزی کی پہلی جلد شائع ہوئی۔

(تاریخ احمدیت جلد10صفحہ 663)

17 مئی 1947ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حکم سے مجلس تحریک جدید کا قیام عمل میں آیا جس کا کام تحریک جدید سے متعلق امور پر باہمی مشورہ سے فیصلے کرنا اور ان کو حضور کی خدمت میں منظوری کے لئے بھجوانا تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد 8صفحہ 112)

حکومت ہندوستان کے اخبار الفضل پر پابندی عائد کرنے پر حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت پر ایک نیا اخبار لاہور سے جاری کیا گیا۔ چنانچہ اس کا پہلا شمارہ 21 نومبر 1949ء کو جاری ہوا اور اس کا نام ''رحمت'' رکھا گیا جو کہ مئی 1951ء تک کامیابی سے باقاعدگی کے ساتھ نکلتا رہا۔

(تاریخ احمدیت جلد 4صفحہ 5)

لوائے احمدیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی منظوری سے خلافت جوبلی 1939ء کے موقع پر لوائے احمدیت لہرایا گیا۔ جھنڈے کے لیے صحابہ کرام سے چندہ لیا گیا اور صحابیات نے سوت کات کر صحابی درزی نے ہی کپڑا تیار کیا۔ جھنڈا سیاہ رنگ کے کپڑے کا تھا جس کے درمیان منارۃ المسیح، ایک طرف بدر اور دوسری طرف ہلال کی شکل سفید رنگ میں بنائی گئی تھی۔ کپڑے کا طول 18 فٹ اور عرض 9 فٹ تھا۔ اس کو بلند کرنے کے لیے 62 فٹ بلند آہنی پول 5 فٹ اونچا چبوترہ بنا کر نصب کیا گیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ 2 بجکر 4 منٹ پر اس چبوترہ کے پاس تشریف لائے اور لوائے احمدیت لہرایا۔

(تاریخ احمدیت جلد 7صفحہ 584، 606-607)

تقسیم ملک سے پہلے قادیان میں جامعہ احمدیہ ہی ایک ادارہ تھا جہاں سے مبلغین فارغ التحصیل ہو کر مختلف مشنوں میں متعین ہوتے تھے۔ پاکستان بننے پر 10 دسمبر 1949ء کو جامعہ احمدیہ کے علاوہ جامعۃ المبشرین ربوہ کا قیام عمل لایا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 8صفحہ 113)

کشمیر کے محاذ پر لڑنے کے لئے پاکستان کے بعض افسروں نے ایک پلاٹون بھجوانے کی خواہش کی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے چالیس پچاس احمدی جوان بھجوائے جو ڈپٹی کمشنر صاحب سیالکوٹ کے ایماء پر جموں سرحد پر واقع گاؤں معراجکے میں متعین کئے گئے۔ یہ کمپنی ابھی معراجکے میں ہی تھی کہ حکومت پاکستان کی طرف سے ایک رضا کارانہ بٹالین کے قیام کا منشاء ظاہر ہوا۔ جس پر حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت احمدیہ میں شوق جہاد او رذوق شہادت کی ایسی روح پھونک دی کہ احمدی جوانوں نے کثرت سے لبیک کہا اور جون 1948ء میں فرقان بٹالین معرض وجود میں آ گئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 5صفحہ 699)

قادیان کے اہل علم وقلم درویشوں نے 12 جنوری 1948ء کو ''بزم درویشاں'' کے نام سے ایک علمی مجلس قائم کی جس کا مقصد اسلامی طریق پر فن تقریر سکھانا اور دینی اور علمی قابلیت میں اضافہ کرنا تھا۔ بعد ازاں مجلس نے اپنے اجلاس 4 جنوری 1951ء میں قادیان سے ایک ماہنامہ رسالہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس رسالہ کا نام ''درویش'' تجویز فرمایا جس کا پہلا شمارہ ستمبر 1951ء میں شائع ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد 15صفحہ 38)

1951ء - 1960ء

1951ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جامعہ نصرت کالج ربوہ کی بنیاد رکھی اور اس کا افتتاح بھی خود کیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 14 صفحہ 314)

اخبار بدر جو کہ 1913ء سے بند ہوگیا تھا دسمبر 1951ء کو دوبارہ قادیان سے جاری کر دیا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 14صفحہ 394)

وسط 1951ء میں مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نے رسالہ ''الفرقان'' جاری کیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 15صفحہ 34)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 20 فروری 1952ء کو یوم مصلح موعودؓ کی مبارک تقریب کے موقع پر فضل عمر ہسپتال اور دفتر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا۔

(تاریخ احمدیت جلد 18صفحہ 399)

اگست 1951ء میں احرار کی جماعت دشمنی اور مغالطہ انگیزیوں کے ازالہ کے لیے ایک رسالہ نکالا گیا۔ جس کا نام ''التبلیغ'' تھا اور یہ ملک کے تمام بڑے طبقات کو ڈاک کے ذریعہ بھجوایا جاتا۔

(تاریخ احمدیت جلد 14صفحہ 357)

خدام الاحمدیہ کے مرکزی دفتر کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 6 فروری 1952ء کو اپنے دست مبارک سے رکھی اور 5 اپریل 1952ء کو اس کا افتتاح فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد 15صفحہ 83)

خدام الاحمدیہ مرکزیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ 1950ء میں یہ فیصلہ ہوا کہ مجلس کی طرف سے ایک سہ ماہی رسالہ جاری کیا جائے۔ چنانچہ اکتوبر 1952ء میں رسالہ ''خالد'' جاری ہوا۔ اس رسالہ کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تجویز فرمایا تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد 15صفحہ 413)

ربوہ میں صدر انجمن احمدیہ پاکستان اور تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان کے مستقل مرکزی دفاتر کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے مقدس ہاتھوں سے 31 مئی 1950ء کو رکھی گئی تھی۔ 19 نومبر 1953ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دفاتر کا افتتاح فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد 17صفحہ 109)

جماعت احمدیہ بورنیو کی طرف سے مقامی احمدی جماعتوں کو منظم کرنے اور ان کی معلومات میں اضافہ کرنے اور غیر مسلموں تک پیغام پہنچانے کے لے دسمبر 1954ء کو peace کے نام سے رسالہ کا اجراء ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد 12صفحہ 228)

فضل عمر ہسپتال ربوہ کی عمارت جس کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 20 فروری 1952ء کو رکھا اور 21 مارچ 1958ء کو ساڑھے پانچ بجے افتتاح شام کو فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد 20صفحہ 82)

شروع 1954ء میں جرمن ترجمہ قرآن کریم احمدیہ مشن سوئٹزرلینڈ نے چھپوایا۔

(تاریخ احمدیت جلد 13صفحہ 150)

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے 1949ء سے ایک ہفت روزہ ''المصلح'' کے نام سے جاری کر رکھا تھا جو کہ بعد میں 30 مارچ 1953ء سے روزنامہ شائع ہونے لگا۔ یہ عملاً الفضل کا ہی دوسرا ایڈیشن تھا اور اس کی اشاعت وادارت کے جملہ انتظامات بھی الفضل کا مستعد اور فرض شناس سٹاف ہی انجام دیتا تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد 17صفحہ 193)

بقیہ صفحہ 14 پر

مترجم: ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے کچھ حصے

اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز

سیکیورٹی پر متعین کیپٹن کے تاثرات

Main Chamber میں شمولیت کے بعد، حضور انور نے سینیٹ کی کاروائی کو دیکھنا بھی پسند فرمایا اور official گیسٹ بک پر دستخط فرمائے۔

بعد ازاں (مخصوص) کیپٹن صاحب حضور انور کو ایک کمرے میں لے گئے جہاں آپ کے لئے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اگلے چند منٹ حضور انور نے چائے نوش فرمائی اور کیپٹن صاحب سے کچھ گفتگو فرما کر اپنی گاڑی میں تشریف فرما ہوئے۔ اس ملاقات کے اختتام پر کیپٹن صاحب نے بتایا کہ کس طرح حضور انور کی میزبانی کرنا ان کے لئے باعث فخر اور صد افتخار تھا۔

پھر لوکل سیکرٹری امور خارجہ نے بتایا کہ جب وہ پہلی مرتبہ ان کیپٹن صاحب کو ملے تھے تو ان کا رویہ غیر دوستانہ تھا اور لوکل احمدیوں کو ملنے کے حوالہ سے وہ کچھ متذبذب معلوم ہوتے تھے تاہم حضور انور سے ملتے ہی ان کا رویہ یکسر بدل گیا۔

مکرم انصر جمیل صاحب سیکرٹری امور خارجہ نے بتایا کہ حضور انور سے ملنے کے بعد وہی کیپٹن صاحب یکسر بدلے ہوئے انسان تھے۔ انہوں نے فوراً اس بات کا اظہار کیا کہ وہ حضور انور سے کس قدر متاثر ہوئے ہیں اور حضور انور کی موجودگی سے بے حد خوش ہیں۔ یوں وہ جملہ معاملات میں نہایت دوستانہ برتاؤ کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور کا آئرش نیشنل پارلیمنٹ کا دورہ ہر لحاظ سے نہایت بابرکت ثابت ہوا اور جماعت احمدیہ آئرلینڈ کی تاریخ میں یقیناً یہ ایک تاریخ ساز دن تھا۔

ایک غیر احمدی کے جذبات

اس دن صبح کے وقت مجھے ایک آئرش دوست مکرم Fintan Higgins (بعمر 40 سال) سے ملنے کا موقع ملا جو گزشتہ ایک ہفتہ سے مسجد میں بطور audio-visual contractor کے کام کر رہے تھے۔ وہ اپنے گزشتہ ایک ہفتے کے مسجد کے مشاہدہ اور خاص طور پر حضور انور کو مسجد میں دیکھنے کی وجہ سے بہت متاثر تھے۔ اپنے گزشتہ ہفتے کے مشاہدہ کے بارے میں مکرم Fintanصاحب نے بتایا کہ گزشتہ چند دنوں میں احمدیوں کے ساتھ وقت گزارنا ایک زبردست تجربہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ کس طرح احمدی ایک دوسرے کے ساتھ فیملی ممبرز کے طور پر پیش آتے ہیں۔ خاص طور پر میں حضور (حضرت مرزا مسرور احمد صاحب) سے متاثر ہوا ہوں۔ بطور کیتھولک میں حضور کو صرف اللہ اور حضرت محمد (ﷺ) کا ہی نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ کا نمائندہ بھی خیال کرتا ہوں۔

میں چالیس سال کا ہوں اور گزشتہ 35 سال سے میں (صحیح) راستہ کی تلاش میں ہوں اور اب مجھے لگتا ہے کہ 35 سال کے بعد بالآخر مجھے وہ راستہ مل گیا ہے۔ ہم عیسائی اس سے محروم ہیں اور یوں آپ احمدی کس قدر خوش قسمت ہیں کہ آپ کے پاس ایک خلیفہ ہے وہ آپ کی راہنمائی فرماتا ہے۔ میں نے خود بھی نمازوں کے اوقات میں خلیفہ کی اقتداء میں نمازیں ادا کی ہیں۔ میرے اندر کچھ تھا جس نے مجھے حضور انور کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے پر مجبور کیا۔

بعد ازاں حضور انور نے از راہ شفقت مکرم Fintan صاحب سے ذاتی ملاقات فرمائی اور انہیں World Religions کانفرنس کے بارے میں ایک کتاب بطور تحفہ عطا فرمائی۔ مکرم Fintan صاحب نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی خواہش کا اظہار کیا جو حضور انور نے قبول فرمائی۔ مکرم Fintan صاحب سے ملاقات میرے لئے ایک شاندار تجربہ تھا اس حوالہ سے کہ خلافت کس طرح لوگوں کو متاثر کئے بغیر نہیں چھوڑتی۔ ہم میں سے چند احمدی اس نعمتِ عظمیٰ کی کما حقہ قدر نہیں کرتے جب آپ مشاہدہ کرتے ہیں کہ دوسرے حضور سے اور آپ کے پیغام سے کس عزت و احترام سے پیش آتے ہیں اور یوں آپ کو ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ ہم کس قدر خوش نصیب ہیں کہ ہمیں خلافت نصیب ہے۔

جیسا کہ مکرم Fintan صاحب نے بتایا کہ وہ گزشتہ 35 سال سے ایک صحیح راستہ کی تلاش میں تھے اور صرف حضور کو دیکھنے پر انہیں لگا جیسے انہیں وہ راستہ مل گیا ہے۔

جماعت کے لئے حضور انور کی محبت کی مثال

ایم ٹی اے کی تصویر کے بعد دیگر گروپس جیسے لوکل عاملہ اور نیشنل مبلغین نے حضور انور سے تصویر بنانے کی درخواست کی۔ جیسا کہ ان مواقع پر بالعموم ہوتا ہے کہ جب لوگ ایسا موقع دیکھتے ہیں تو مزید گروپس آتے چلے جاتے ہیں اور حضور انور سے تصویر بنانے کی درخواست کرتے ہیں تاہم حضور انور نے ہر گروپ کو تصویر بنانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

بعد ازاں ایک دوست نے کہا کہ وہ دنیا کے کسی دوسرے لیڈر کے متعلق یہ خیال نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے لوگوں کو اس قدر وقت دے جتنا حضور انور عطا فرماتے ہیں اور یقیناً میں بھی ان سے پوری طرح متفق تھا۔

ایک غم زدہ خاندان سے حضور انور کی محبت

حضور انور Galway سے شام 3:45 پر Dublin ہوٹل کے لئے روانہ ہوئے جہاں ہم نے آئرلینڈ میں ابتدائی دو راتیں گزاری تھیں۔ ہوٹل میں آمد پر میں نے دیکھا کہ ایک احمدی فیملی استقبالیہ میں حضور انور کا چشم پرنم سے انتظار کر رہی تھی۔ جب حضور انور اپنی گاڑی سے باہر تشریف لائے تو آپ نے از راہ شفقت ہر فیملی ممبر سے ملاقات فرمائی جن میں دو بچے بھی شامل تھے۔ حضور انور نے نہایت محبت اور شفقت سے ان سب کو شرف ملاقات بخشا۔

یہ منظر دیکھنے پر میں نے اندازہ لگایا کہ یہ فیملی شاید کسی غم اور تکلیف سے گزری ہے اور پھر پتہ چلا کہ آئرلینڈ جماعت کی ایک (معمر) ممبر لجنہ ایک دن قبل کینسر کی لمبی تکلیف سے گزرنے کے بعد وفات پا گئی تھیں۔ بعد ازاں مجھے پتہ چلا کہ وہ کس قدر بیمار تھیں تاہم چند روز قبل اتنی بیماری کے باوجود وہ وہیل چیئر پر حضور انور کو ملنے آئی تھیں۔

یہ واقعہ احمدیوں اور خلافت کے دوہرے محبت کے رشتے کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔ ایک نہایت بیمار خاتون جن کی زندگی کے دو یا تین دن باقی تھے وہ محض اپنے خلیفہ کو ملنے کے لئے تشریف لائی تھیں تا کہ اپنے بچوں کے لئے دعا کی درخواست کرسکیں۔ پھر جب ان کی وفات کی خبر حضور انور تک پہنچی تو آپ نے اس قدر محبت اور شفقت سے ان غمزدہ احباب سے ملاقات فرمائی۔ بالآخر لندن واپسی پر حضور انور نے جمعہ کی ادائیگی کے بعد ان کی نماز جنازہ بیت الفتوح میں پڑھائی اور نہایت شفقت سے ان کی جماعتی خدمات کا تذکرہ فرمایا۔

ایک منفرد تقریب آمین

ظہر اور عصر کی نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے چند احمدی بچوں کی تقریب آمین میں شمولیت اختیار فرمائی۔ یہ ایک منفرد آمین کی تقریب تھی کیونکہ جو آخری دوست اس آمین میں شامل ہوئے وہ بچپن کی عمر میں نہ تھے بلکہ 30 سال سے زائد عمر کے ایک دوست تھے۔ ان کا نام مکرم Yusuf Pender صاحب تھا جنہوں نے 2005ء میں احمدیت قبول کی تھی اور چند سال قبل ہی قرآن کریم کا دور ختم کیا تھا۔

حضور انور کی خوشی خوب عیاں تھی کہ مکرم Yusuf صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت مکمل کر لی ہے اور یوں نہایت شفقت سے ان کو دیکھ کر ماشاء اللہ فرمایا۔

(دورہ حضور انور آئرلینڈ ستمبر 2014ء)

عابد محمود بھٹی۔ نمائندہ روزنامہ الفضل تنزانیہ

گئیٹا Geita ریجن تنزانیہ میں تائید الٰہی کے نظارے

(مساجد، مشن ہاؤسز اور ریجنل جلسہ سالانہ)

تنزانیہ مشرقی افریقہ کے شمال مغرب میں واقعہ گئیٹا ریجن میں امسال محترم طاہر محمود چوہدری امیر و مشنری انچارج نے مؤرخہ 2 جولائی 2022ء تا 4 جولائی 2022 تک دورہ فرمایا۔ دورانِ دورہ مکرم امیر صاحب نے 3 مساجد، 3 مشن ہاؤسز، 2 واٹر پمپس کا افتتاح فرمایا۔ مزید براں امسال گئیٹا ریجن کو اپنا ریجنل جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی بھی توفیق ملی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ۔

تنزانیہ کے مغرب میں Lake Victoria کے کنارے واقع گئیٹا ریجن میں جماعتی تاریخ زیادہ پرانی نہیں۔ 2017ء میں اس ریجن میں لوکل معلم اور چند لوکل احباب کی مدد سے مکرم امیر صاحب نے تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز فرمایا۔ جو کہ اب اللہ کے فضل سے 8 مساجد میں تبدیل ہو چکا ہے اور ایک معلم سے شروع ہونے والا یہ سفر اب اللہ کے فضل سے 6 معلمین کرام میں تبدیل ہو چکا ہے۔ جو کہ ریجنل مبلغ مکرم احتشام لطیف صاحب کے ہمراہ جماعتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ

دورانِ سال مکرم امیر صاحب کی ہدایت کے مطابق ریجنل مبلغ سلسلہ گئیٹا مکرم احتشام لطیف صاحب نے احباب جماعت کو مسجد کے لئے چندہ کی تحریک کی۔ جس کے متعلق وہ لکھتے ہیں:۔ مکرم امیر صاحب کی ہدایت کے مطابق امسال 3 مساجد اور 3 معلم ہاؤسز کی تعمیر کی غرض سے ایسی جماعتوں کا انتخاب کیا گیا جہاں احباب جماعت کی تعداد 300 نفوس سے زائد تھی۔ اس ضمن میں ان جماعتوں میں بار بار دورہ کر کے ان لوگوں کو مسجد اور معلم ہاؤس کے لئے چندہ کی تحریک کی گئی۔ اور بالآخر 3 مساجد اور 3 معلم ہاوسز کی تعمیر کی توفیق ملی۔

تعمیر و افتتاح مسجد ناصر

مؤرخہ 2 جولائی 2022 کو مکرم امیر صاحب گئیٹا ریجن کی جماعت Kabantange میں پہنچے۔ اس جگہ جماعت کو ایک خوبصورت مسجد اور اس سے ملحق ایک معلم ہاؤس کی تعمیر کی توفیق ملی۔ احباب جماعت ایک کثیر تعداد میں محترم امیر صاحب کی آمد کے انتظار میں تھے۔ محترم امیر صاحب نے اس جماعت میں مسجد اور معلم ہاؤس کا افتتاح فرمایا۔ اور بعد از افتتاح و دعا مکرم امیر صاحب نے افتتاحی تقریب کی صدرات فرمائی۔ بعد از تلاوت و نظم گاؤں کے Mwenyekiti مکرم Juma ongoza نے جماعت کا شکریہ ادا کیا بعد ازاں صدر جماعت Kabantange نے اپنی جماعت کی رپورٹ پیش کی۔ مکرم امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں مکرم امیر صاحب نے مسجد کی اہمیت اور اس کو نمازیوں سے آباد کرنے کی تلقین فرمائی۔ اور احباب جماعت کو لوکل معلم کی خدمات سے مستفید ہونے کی نصائح فرمائی۔ دعا کے بعد نمازِ ظہر ادا کی گئی اور اس کے بعد مقامی جماعت کی طرف سے تمام شرکاء کے لئے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

Kabantange جماعت کی رپورٹ سے متعلق مکرم احتشام لطیف ریجنل مبلغ سلسلہ گئیٹا تحریر کرتے ہیں:

Kabantange جماعت میں تبلیغ سرگرمیوں کا آغاز جنوری 2021ء میں کیا گیا۔ اس جگہ پر مکرم امیر صاحب کی اجازت سے لوکل معلمین کی ٹیم بنا کر بھیجی گئی۔ جس میں پہلے ماہ ہی 100 سے زائد بیعتیں حاصل ہوئیں۔ لوکل احباب کی تربیت و تعلیم کے لئے یہاں ایک معلم صاحب مستقل طور پر تعینات کر دیئے گئے۔ جو کہ نومبائین کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ تبلیغی سرگرمیاں بھی کرتے رہے۔ اب تک اللہ کے فضل سے اس جماعت میں احباب جماعت کی تعداد 386 ہے۔ جب اس جماعت میں مسجد اور معلم ہاؤس بنانے کی غرض سے چندہ کی تحریک کی گئی تو اس تحریک میں ان نومبائعین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مسجد اور معلم ہاؤس کی تعمیر میں استعمال ہونے والی تمام اینٹوں کے اخراجات برداشت کرنے کا عہد کیا جو کہ وقت سے پہلے احباب جماعت نے پورا کیا۔ اس کے علاوہ دوران تعمیر بھی وقارِ عمل کے ذریعہ احباب جماعت گاہے بگاہے اپنی بساط کے مطابق قربانی کرتے رہے۔ اور اللہ کے فضل سے 22x42 فٹ کی یہ خوبصورت مسجد جہاں علاقہ کی زینت کا باعث ہے وہاں احباب جماعت کے لئے ایک درسگاہ بھی ہے۔ نیز اس کے ساتھ ملحق 2 بیڈ روم اور برآمدہ پر مشتمل کشادہ اور ہوادار معلم ہاوس بھی موجود ہے۔ مسجد کا سارحصہ مسقّف ہے اور مسجد میں 200 سے زائد افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش موجود ہے۔ مسجد و معلم ہاؤس کے افتتاح کے موقع پر 1000 احباب و مہمانان شامل ہوئے۔ اور ان کے کھانے کا انتظام اس جماعت کی لجنات نے خود کیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ

تعمیر و افتتاح مسجد فرقان

اسی روز مؤرخہ 2 جولائی 2022ء کو بعد از افتتاح مسجد۔۔۔ مکرم امیر صاحب ریجنل مبلغ سلسلہ کی معیت میں جماعت Luhuha پہنچے جہاں اللہ کے فضل سے جماعت کو ایک مسجد اور ایک معلم ہاوس بنانے کی توفیق ملی۔ احباب جماعت اور مہمانان ایک کثیر تعداد میں محترم امیر صاحب کے منتظر تھے۔ محترم امیر صاحب نے مسجد اور معلم ہاؤس کا افتتاح فرمایا اور دعا کروائی۔ مزید یہاں پر جماعت احمدیہ کو IAAAE کے توسط سے واٹر پمپ نصب کرنے کی بھی توفیق ملی جسکا افتتاح محترم امیر صاحب نے فرمایا۔ بعد از نمازِ عصر افتتاحی تقریب کا آغاز کیا گیا جس میں بعد از تلاوت و نظم گاؤں کے Mwneyekiti (نگران) نے جماعت احمدیہ کا اس قدر خوبصورت مسجد اور معلم ہاؤس کے ساتھ پانی کی سہولیات فراہم کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ مزید براں چرچ کی طرف سے بھی ان کے نمائندہ پیش ہوئے جنہوں نے جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا۔ بعد ازاں محترم

امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں مسجد کی صفائی اور اسکی زینت کو قائم رکھنے کی تلقین فرمائی۔ احباب جماعت کو پنج وقتہ نماز کو قائم رکھنے کی نصیحت بھی فرمائی۔ دعا کے بعد مقامی احباب جماعت کی طرف سے تمام شرکاء کے لئے کھانے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

Luhuha جماعت کی رپورٹ سے متعلق مکرم احتشام لطیف ریجنل مبلغ سلسلہ گئیٹا تحریر کرتے ہیں کہ:

Luhuha گاؤں ایک بڑا گاؤں جس میں رجسٹرڈ ووٹرز کی تعداد 4000 کے قریب ہے۔ اس گاؤں میں پہلی بار جماعت احمدیہ کا پیغام 2020ء کے اواخر میں پہنچایا گیا۔ اس گاؤں میں جب پیغام پہنچا تو اول 70 افراد نے بیعت کا شرف حاصل کیا بعد ازاں خاکسار بھی اس گاؤں میں احمدی احباب سے ملنے گیا اور ان کے جذبہ و شوق کو دیکھتے ہوئے ایک لوکل داعی الی اللہ اس جماعت میں جماعتی طور پر تعینات کیا گیا اس طرح احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ تبلیغ کا کام بھی جاری رہا۔ پہلے تو اس میں ہمیں مخالفت کا سامنا کرنا پڑا کیوں کہ اس گاؤں کے قریب ہی دوسرے گاؤں میں شر پسند مولویوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف ہرزہ سرائی شروع کی اور جب احباب جماعت کے لئے ہم نے اس گاؤں میں نماز سنٹر تلاش کرنا شروع کیا تو مولویوں کی مخالفت کی وجہ سے ہمیں کسی نے بھی اپنا گھر نہ دیا اس کے بعد اہلِ علاقہ نے اپنی مدد آپ کے تحت درخت کے نیچے پلاسٹک شیٹس لگا کر نماز کی ادائیگی شروع کر دی۔ اسی طرح اس کے ساتھ ساتھ احباب جماعت مسجد کے لئے چندہ بھی اکٹھا کرتے رہے۔ اور جب بالآخر مسجد کا آغاز ہوا تو مسجد میں استعمال ہونے والی 6000 اینٹ لوکل جماعت نے خود ادا کی۔ اس کے علاوہ بجری پہاڑی پتھر کو توڑ کر خود تیار کی مزید براں گٹر کی کھدائی کے لئے بھی احباب جماعت نے خود وقارعمل کیا۔ اس کے علاوہ جب مسجد کی تعمیر کا آغاز ہوا تو اس کے ساتھ ہی بارشوں کا آغاز ہو گیا جس کی وجہ سے مٹی نرم ہو گئی اور سیمنٹ اور دیگر سامان لیکر آنے والی گاڑی مزید پہاڑی پتھر لے کر آنے والی گاڑی بھی مٹی میں پھس جاتی تھی اس لئے وہ سامان مسجد سے کافی فاصلہ پر اتار دیتے تھے جسکو احباب جماعت اپنی مدد آپ کے تحت مسجد کی جگہ کے قریب لیکر آتے رہے۔

ریجنل مبلغ سلسلہ مزید لکھتے ہیں: مسجد دیگر گاؤں کو جانے والی شاہراہ پر واقع ہونے کی وجہ سے ہر راہگیر کے لئے دلکش اور دیدنی منظر پیش کرتی ہے۔ اس گاؤں میں ابھی بجلی نہیں لیکن احباب جماعت نے اپنی مدد آپ

کے تحت ایک چھوٹا سولر اور سپیکر لے کر مسجد کے میناروں میں لگا دیئے تا کہ ہمارے گھروں تک اذان کی آواز پہنچتی رہے۔

اللہ کے فضل سے 22x42 فٹ کی یہ خوبصورت مسجد جہاں علاقہ کی زینت کا باعث ہے وہاں احباب جماعت کے لئے ایک درسگاہ بھی ہے۔ نیز اس کے ساتھ ملحق 2 بیڈ روم اور برآمدہ پر مشتمل کشادہ اور ہوا دار معلم ہاؤس بھی موجود ہے۔ مسجد کا سارا حصہ مسقف ہے اور مسجد میں 200 سے زائد افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش موجود ہے۔

مسجد طاہر کی تعمیر اور افتتاح

Geita ریجن کی ایک جماعت Kitigri میں جماعت احمدیہ کو امسال ایک مسجد بنانے کی توفیق ملی۔ محترم امیر صاحب نے مؤرخہ 3 جولائی 2022ء کو اس مسجد کا افتتاح فرمایا اور دعا کی۔ نماز ظہر کے بعد افتتاحی تقریب کا باقاعدہ آغاز کیا گیا۔ تلاوت و نظم کے بعد گاؤں کے Mwenyekiti (نگران) نے گورنمنٹ کے نمائندہ کے طور پر جماعتی خدمات کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں مکرم امیر صاحب نے مسجد کے فضائل اور جماعت احمدیہ کی تعلیمات پر روشنی ڈالی مزید احمدی احباب کو نماز قائم رکھنے سے متعلق نصائح سے نوازا۔ دعا کے بعد تمام شرکاء کے لئے مقامی جماعت کی طرف سے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس تقریب میں 516 افراد نے شرکت کی۔

Kitigri جماعت میں مسجد کی تعمیر سے متعلق لکھتے ریجنل مبلغ سلسلہ مکرم احتشام لطیف سے بیان کرتے ہیں کہ:

Kitigri جماعت میں باقاعدہ تبلیغ کا آغاز 2019ء میں کیا گیا۔ اس گاؤں میں جب پیغام احمدیت پہنچا تو اوائل اس پیغام کو قبول کرنے والے 6 افراد تھے بعد ازاں ان 6 افراد کو جماعتی کتب کا مطالعہ کروایا گیا اور بعض اختلافی مسائل بتلائے گئے۔ اس کے بعد یہ افرادِ جماعت تبلیغی سرگرمیوں میں مشغول رہنے لگے۔ حتی کے خاکسار جب بھی اس جماعت میں دورہ پر جاتا تو تعداد میں پہلے سے زیادہ اضافہ دیکھتا۔ ان احباب جماعت میں سے ایک ناصر مکرم علی محمد جنہوں نے احمدیت قبول کرنے کے بعد اپنا یہ نام رکھا تھا، سواحیلی اختلافی مسائل کی پاکٹ بک کو ہمیشہ اپنے گلے میں رسی ڈال کر رکھتے اور جب موقع ملتا تو اسے کھول کر اس میں سے حوالے سناتے۔ اب تک احمدی احباب کی تعداد اس جماعت میں 130 ہے۔ لیکن اس گاؤں سے 5 کلومیٹر کے دائرہ میں 3 گاؤں مزید ہیں ان میں بھی احمدی احباب موجود ہیں۔ اس طرح یہ مسجد طاہر جہاں Kitigri جماعت کے تعلیم و تربیت کا باعث ہے اسی طرح ان 3 گاؤں کے لئے بھی تعلیم و تربیت کا باعث ہے۔

اللہ کے فضل سے 22x42 فٹ کی یہ خوبصورت مسجد جہاں علاقہ کی زینت کا باعث ہے وہاں احباب جماعت کے لئے ایک درسگاہ بھی ہے۔ مسجد کا سارا حصہ مسقف ہے اور مسجد میں 200 سے زائد افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش موجود ہے۔

مؤرخہ 3 جولائی کو Geita ریجن کی جماعت Kageye میں جماعت احمدیہ ایک معلم ہاؤس تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ جسکا افتتاح مکرم امیر صاحب نے فرمایا۔ افتتاحی تقریب کی صدارت محترم امیر صاحب نے فرمائی تلاوت کے بعد محترم عبد الرحمٰن آمے صاحب نائب امیر تنزانیہ نے جماعتی تعارف اور تعلیمات سے احباب جماعت کو آگاہ کیا اور محترم امیر صاحب مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔ اس تقریب میں 230 افراد نے شمولیت اختیار کی۔ احباب جماعت نے تمام شرکاء کے لئے کھانے کا بھی انتظام کیا تھا۔

یہ ہیں الٰہی تائید کے نظارے جن کو آپ تک پہنچانا مقصود تھا اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ان نومبائعین کے اخلاص و ایمان میں برکت ڈالے اور ان مساجد کی حقیقی زینت کو قائم رکھنے والے ہوں۔

آمین اَللّٰھُمَّ آمین

جلسہ سالانہ گیٹا GEITA

امسال Geita ریجن کو اپنا جلسہ سالانہ بھی منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جس میں اللہ کے فضل سے 1877 احباب جماعت نے شرکت کی۔ جلسہ سالانہ دو دن 3 جولائی اور 4 جولائی پر محیط تھا۔ پہلے دن کے سیشن کا آغاز تلاوت و نظم کے بعد مکرم امیر صاحب تنزانیہ کی افتتاحی تقریر سے ہوا۔ اس کے بعد جلسہ سالانہ کی صدارت مکرم صدر صاحب انصار اللہ تنزانیہ نے کی۔ اس کے بعد مکرم رمضان عباس صاحب نے کشتی نوح کا خلاصہ احباب جماعت کے سامنے پیش کیا۔ دوسرے مقرر مکرم نجٹ فہیم صاحب نے آمد مسیح سے متعلق حضرت محمد ﷺ کی پیشگوئیوں کی تفصیل پیش کی۔ تیسرے مقرر مکرم رمضان محمود صاحب نے اسلام کے خلاف ہونے والے پروپیگنڈا کا جواب اور اسلامی تعلیمات سے شرکاء جلسہ کے علم میں اضافہ کیا۔ بعد از نماز مغرب و عشاء مجلس سوال و جواب جاری رہی جس کی صدارت صدر انصار اللہ تنزانیہ نے کی۔ اگلے دن مورخہ 4 جولائی کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے کیا گیا۔ جلسہ کی کاروائی کا باقاعدہ آغاز دن 10 بجے کیا گیا۔ جلسہ کے دوسرے دن کی کاروائی کی صدارت محترم امیر صاحب نے خود فرمائی۔ تلاوتِ قرآن کے بعد ناصرات الاحمدیہ گیٹا نے اپنے انداز میں جلسہ سالانہ کی فیوض و برکات سے متعلق نظم پیش کی۔ بعد ازاں مکرم عبد الرحمٰن آمے صاحب نے جماعتی تعلیمات اور اطاعتِ نظام سے متعلق شرکاء جلسہ کے علم میں اضافہ کیا۔ بعد ازاں ریجنل کمشنر کے نمائندہ ریجنل آفیسر تعلیم نے ریجنل کمشنر کے نہ آسکنے کی معذرت کی اور جماعتی خدمات کو سراہاتے ہوئے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے نظام خلافت اور اطاعت سے متعلق شرکاء جلسہ کے سامنے واقعات و حقائق سے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ بعد ازاں خاکسار عابد محمود بھٹی مربی سلسلہ و نائب امیر صاحب تنزانیہ نے خطاب کیا۔ دوران جلسہ و تقاریر نعرہ ہائے تکبیر و نعرہ خلافت نے شرکاء جلسہ کو آپس میں جوڑے رکھنے کا کام بھی کیا۔ بعد ازاں مکرم احتشام لطیف ریجنل مبلغ سلسلہ گیٹا نے Geita میں ہونے والی الٰہی برکات کا تذکرہ کیا۔ اس بارہ میں ریجنل مبلغ سلسلہ گیٹا بیان کرتے ہیں کہ:

2017ء میں شروع ہونے والا تبلیغی سفر اللہ کے فضل سے اب 28 مقامات پر پہنچ چکا ہے جس میں 15 جماعتیں قائم کی جا چکی ہیں۔ گیٹا میں کل 8 مساجد اور 6 مشن ہاؤسز بن چکے ہیں۔ کل 8 لوکل معلمین اور داعیان الی اللہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

اس کے علاوہ دوران سال گیٹا ریجن میں اطفال و خدام و ناصرات میں منعقد ہونے والے علمی مقابلہ جات میں اول و دوم آنے والے اطفال و خدام و ناصرات میں محترم امیر صاحب نے تحائف تقسیم کئے۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا اور دعا کے ساتھ اس ریجنل جلسہ سالانہ کا اختتام فرمایا۔

جلسہ کے تمام شرکاء کے لئے کھانے کا انتظام بھی کیا گیا اور نہایت مؤدب انداز میں یہ جلسہ سالانہ اختتام پذیر ہوا۔

ریجنل جلسہ سالانہ نومبائعین مکمل نظم و ضبط میں شروع ہوا اور اختتام پذیر ہوا اس جلسہ سالانہ کو کامیاب بنانے کے لئے اس کے پیچھے لازمی مبلغ سلسلہ اور تمام صدران جماعت و معلمین اور داعیان کی انتھک محنت اور کوشش ہوتی ہے۔ اس ضمن میں مکرم احتشام لطیف صاحب ریجنل مبلغ سلسلہ بیان کرتے ہیں کہ:

جلسہ کی تاریخ کا تعین ہونے کے بعد تمام صدران و معلمین و داعیان الی اللہ کی میٹنگ بلائی گئی۔ جس میں سب نے جلسہ سالانہ کے لئے اپنی بساط کے مطابق چندہ بصورت اجناس اکٹھا کرنے کا عہد کیا۔ اس کے ساتھ ہی ریجنل صدر کے ہمراہ ایک کمیٹی جلسہ سالانہ تشکیل دی گئی۔ اس کے ساتھ ایک کمیٹی لجنات کی خدمت کے لئے لجنات میں سے بھی تشکیل دی گئی۔ جلسہ گاہ کا تعین کرنے کے بعد اس کی اجازت گورنمنٹ سے لی گئی اور اس جلسہ سالانہ میں ریجنل کمشنر کو بھی مدعو کیا گیا۔ (جو کہ سٹیٹ ہاؤس تنزانیہ میں مدعو کئے جانے کی وجہ سے حاضر نہ ہوسکی) یہ جلسہ گیٹا ریجن کے نومبائعین کا دوسرا جلسہ تھا۔

جلسہ سالانہ کی یہ مختصر روئیداد آپ کے پیش خدمت ہے اس دعا کہ ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ان نومبائعین کے ایمان و ایقان میں مزید ترقیات عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین اَللّٰھُمَّ آمین

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: حضرت مصلح موعودؓ کے کارنامے...... از صفحہ 10

سید نا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حکم سے مئی 1953ء کو حضورؓ کی ذاتی لائیبریری اور صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی مرکزی لائبریری یکجا کر دی گئی۔ اس کے انچارج مکرم مولوی محمد صدیق صاحب واقف زندگی مقرر کئے گئے۔ اس لائبریری کے لئے قصر خلافت کے ساتھ پختہ عمارت تعمیر کی گئی تھی۔

(تاریخ احمدیت جلد 15صفحہ 411)

دسمبر 1954ء کو سیدنا المصلح موعودؓ نے اپنے دست مبارک سے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی نئی عمارت کا افتتاح کیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 17صفحہ 420)

مئی 1955ء میں جماعت احمدیت سیرالیون کی طرف سے مولوی صدیق صاحب امرتسری کی ادارت میں ماہنامہ ’’دی افریقن کریسنٹ‘‘ جاری کیا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 8صفحہ 408)

26 مئی 1955ء کو قادیان سے ایک دو ماہی رسالہ ’’اصحاب احمد‘‘ کے نام جاری کیا گیا جو جولائی 1956ء تک شائع ہوتا رہا۔

(تاریخ احمدیت جلد 18صفحہ 291)

مولانا ابو العطاء صاحب نے حیفا (فلسطین) کی طرح ربوہ سے بھی اکتوبر 1957ء سے ربوہ میں بھی البشریٰ نام سے ایک عربی رسالہ کا آغاز فرمادیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 19صفحہ 736)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی زیر ہدایت ربوہ میں نصرت انڈسٹریل سکول مئی 1956ء میں قائم ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے سکول کے اجرا ٔپر ایک مشین خریدنے کے لیے ساڑھے چار صد روپے کا عطیہ دیا۔ علاوہ ازیں مختلف جماعتوں کی لجنہ نے بھی مشینیں خرید کر دیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 19صفحہ 350)

حضرت مصلح موعودؓ نے جون 1956ء میں مری کے پہاڑوں پر ترجمہ قرآن املا کرانا شروع کیا جو خدا کے فضل سے 25 اگست 1956ء کی عصر تک نخلہ میں مکمل ہوگیا۔ 1957ء میں تفسیر صغیر کی اشاعت ہوئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 19صفحہ 522)

9 جولائی 1957ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے عید الاضحیہ کے موقع پر وقف جدید کی ایک نئی سکیم پیش کی۔

(تاریخ احمدیت جلد 19صفحہ 471)

جنوری 1959ء سے سکنڈے نیویا مشن کی طرف سے الحاج سیف الاسلام محمود کی ادارت میں ’’ایکٹو اسلام‘‘ ایک ماہنامہ جاری کیا گیا جو سویڈش، نارویجین اور ڈینش تین زبانوں میں چھپنا شروع ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد 18صفحہ 486)

29 مارچ 1960ء کو شام 5 بجے جامعہ احمدیہ کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 20صفحہ 618)

1961ء - 1965ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت پر قادیان میں تبلیغی کلاسیں جاری کی گئیں جن میں قرآن کریم کے علاوہ مشکوٰۃ، قدوری کے درس بھی جاری فرمائے۔ جس سے مبلغین اسلام کی تعداد صدر انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام کام کرنے والے چار مبلغین سے بڑھ کر پندرہ تک جا پہنچی۔

(سوانح فضل عمر جلد 2صفحہ 41)

اگست 1965ء سے مولوی نور محمد صاحب کی ادارت میں ماہنامہ ’’تحریک جدید ‘‘جاری ہوا۔

(تاریخ جدید جلد 7صفحہ 120)

29 دسمبر 1962ء کو اڑھائی بجے بعد دوپہر وقف جدید کے مرکزی دفتر کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ 19 اپریل 1964ء کو اس کا افتتاح ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد 20صفحہ 42)

(باقی جمعرات کو ان شاءاللہ)

دعا کا تحفہ

حصولِ خیر کی عاجزانہ دعا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حالت اس دعا کے وقت فاقہ سے ایسی ہو چکی تھی کہ کھجور کے ٹکڑے کے بھی محتاج تھے۔

(تفسیر الدر المنثور للسیوطی جلد 5صفحہ 125)

پھر خدا نے نہ صرف ان کے قیام و طعام کا بندوبست کیا بلکہ غریب الوطنی میں گھر بار اور شادی کا انتظام بھی کر دیا۔

رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ ﴿۲۵﴾

(القصص:25)

اے میرے رب! اپنی بھلائی میں سے جو کچھ تو مجھ پر نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 22)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ایک سبق آموز بات

آدابِ گفتگو

آدابِ گفتگو میں دوسروں کے موقف کا احترام کریں اور اپنا موقف دوسروں پر زبردستی ٹھونسنے کی کوشش نہ کریں، ہو سکے تو دلائل سے ضرور قائل کریں۔ کسی کو نیچا دکھانے کی ہرگز کوشش نہ کریں۔ آپ کے اندازِ گفتگو میں اخلاص، پیار، محبت اور شائستگی ضرور ہونی چاہیے۔

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

25/ جولائی2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:27	19:03
مدینہ منورہ	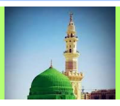	04:19	19:10
قادیان		04:05	19:30
ربوہ		03:45	19:10
اسلام آباد ٹلفورڈ	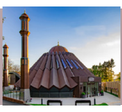	03:48	21:01

فقہی کارنر

پٹواریوں کے لئے زمینداروں کے نذرانے

ایک شخص نے جو اپنی جماعت میں داخل ہیں اور پٹواری ہیں بذریعہ خط حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ پٹواریوں کے واسطے کچھ رقوم گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہیں لیکن عام رسم ایسی پڑ گئی ہے کہ پٹواری بعض باتوں میں اس سے زیادہ یا اس کے علاوہ بھی لیتے ہیں اور زمیندار بخوشی خاطر خود ہی بغیر مانگے دے جاتے ہیں آیا اس کا لینا جائز ہے یا کہ نہیں؟

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

اگر ایسے لینے کی خبر باضابطہ حکام تک بالفرض پہنچ جائے اور بموجب قانون اس پر فتنہ اٹھنے کا خوف ہوسکتا ہو تو یہ ناجائز ہے۔

(بدر 24مئی 1908ء صفحہ 8)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)